اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون نمبر ۹۱

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ۔ [illegible]
ششماہی ۔ [illegible]
سہ ماہی ۔ [illegible]
بیرون ہند سالانہ [illegible]

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

خطبہ نمبر ۳۸

الفضل

قادیان

روزنامہ

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ
الفضل قادیان

جلد ۲۶ | مورخہ ۹ شوال ۱۳۵۷ھ | یوم جمعہ | مطابق ۲ دسمبر ۱۹۳۸ء | نمبر ۲۷۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ جمعہ

سادہ زندگی کی تحریک کی غرض

اسلامی مساوات پیدا کرنا۔ اور کفایت شعار بنانا ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۵ نومبر ۱۹۳۸ء

253

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں میں نے تحریک جدید کے سال پنجم کے چندے کے حصہ کے متعلق اعلان کیا تھا۔ اور آج میں اسی کے ساتھ تعلق رکھنے والے ایک اور مطالبہ کی طرف جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ اور وہ

سادہ زندگی کا مطالبہ

ہے۔ سادہ زندگی کا مطالبہ اپنے اندر دو شقیں رکھتا ہے۔ ایک شق تو اس کی سیاسی۔ مگر سیاسی مذہبی ہے (حکومتوں کے ساتھ تعلق رکھنے والی سیاست نہیں۔ بلکہ مذہب کے ساتھ تعلق رکھنے والی سیاست مراد ہے) ہر تحریک جو کی جاتی ہے۔ وہ کسی نہ کسی قانون کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور جس قانون کے ماتحت وہ کام کر رہی ہوتی ہے۔ اسے اس کی سیاست کہتے ہیں۔

سیاست کے معنے

در اصل ایک مکمل انتظام اور ایسے اصول کے ماتحت کسی چیز کو چلانے کے ہیں۔ جو بدلنے والے حالات کا لحاظ رکھتا چلا جائے۔ آج کل لوگوں نے سیاست کے معنے یا تو جھوٹ سمجھ رکھے ہیں۔ یا پھر اس کے معنے حکومت کے سمجھ لئے ہیں۔ اس لئے کئی نادان مخالف ہمارے متعلق بھی یہ کہتے رہتے ہیں۔ کہ دیکھو جی یہ سیاست میں پڑ گئے ہیں۔ حالانکہ دُنیا میں کوئی معقول چیز اپنی ذاتی سیاست کے بغیر چل سکتی ہی نہیں۔ کونسا وہ معقول کام ہے۔ جو بغیر کسی خاص انتظام کے چل سکے۔ اور اسی چیز کا نام سیاست ہے۔ حکومتوں کو حکومت چلانے کیلئے سیاست کی ضرورت ہوتی ہے۔ مذاہب کو مذاہب کے چلانے کے لئے تعلیمی محکموں کو تعلیم کی ترقی کے لئے ایک سیاست کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر محکمہ میں علیحدہ سیاست کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس وجہ سے جب حکومت کے لئے سیاست کا لفظ بولا جائے۔ تو اس کے اور معنے ہوں گے۔ مذہب کے لئے اور۔ اور تعلیم کے لئے اور معنے ہوں گے۔ نادان نادانی یا دشمن دشمنی کی وجہ سے اس کے کوئی اور معنے سمجھ لیتا۔ اور پھر ہم پر اعتراض کرتا ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے۔ کہ

ہر نظام ایک سیاست کا محتاج ہوتا ہے

اور سیاست کے معنے حکمت کے ہوتے ہیں۔ جو نظام کے پیچھے عمل کر رہی ہوتی ہے اور یہ چیز میں آج نہیں کر رہا۔ بلکہ آج سے سینکڑوں سال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلے مسلمان علماء نے ایسی کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں اس موضوع پر بڑی بڑی بحثیں کی ہیں۔ کہ مذہب میں کس حد تک سیاست کا دخل ہو سکتا ہے۔ اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کتابوں کا مقصد یہ ہے۔ کہ مذہب میں جھوٹ کا استعمال جائز ہے۔ یا یہ کہ حکومت میں مذہب کس طرح دخل دے سکتا ہے۔ بلکہ ان کتابوں میں مضمون صرف فقہ کے بیان ہیں۔ اور فقہی بحثوں کے سوا کچھ نہیں۔ حتےٰ کہ

امام ابن قیم

نے بھی جو صوفیاء میں بھی اور فقہاء میں بھی چوٹی کے آدمی سمجھے جاتے ہیں۔ اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن بحث ان میں صرف اسی قدر ہے کہ فقہ کی بنیاد کن حکمتوں پر ہے اور کس طرح تبدیل ہونے والے حالات کے ماتحت فقہ کے احکام میں بھی تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اور ان باتوں پر بحث کر کے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ

اسلام میں سیاست

ضروری ہے۔ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو یکساں ہی چلتا جائے۔ مختلف حالات پیش آمدہ کے ماتحت ان کی نوعیت بھی بدلتی رہتی ہے۔ اور اسی کو سیاست کہتے ہیں۔ نماز کے لئے وضو کا حکم ہے۔ لیکن اگر کوئی بیمار ہو۔ یا پانی میسر نہ آسکے تو تیمم بھی جائز ہے۔ اور اگر نہ پانی مل سکے۔ اور نہ مٹی۔ ایسے بھی مواقع آسکتے ہیں۔ تو وہ تیمم کے بغیر ہی نماز پڑھ سکتا ہے۔ فرض کرو کوئی شخص قید ہے اور کسی نئی بنی ہوئی کشتی میں سمندر میں اسے کہیں لے جایا جاتا ہے۔ تو اسے پانی نہیں مل سکتا۔ کیونکہ بڑی کشتیاں بہت اونچی ہوتی ہیں۔ اور ان میں بیٹھ کر سمندر میں وضو نہیں کیا جا سکتا۔ اور مٹی بھی نہیں مل سکتی۔ تو اسے نماز معاف تو نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے یہی حکم ہے۔ کہ وہ بغیر وضو اور بغیر تیمم کے ہی نماز پڑھے۔ یا کسی کے ہاتھ پاؤں جکڑے ہوئے ہوں۔ یوں تو پانی بھی موجود ہو۔ اور مٹی بھی۔ مگر وہ وضو کر سکے نہ تیمم تو وہ بغیر اس کے بلکہ سجدہ اور رکوع کے بھی بغیر نماز ادا کر سکتا ہے اور دل ہی دل میں نماز ادا کر سکتا ہے تو یہ احکام حالات کے ماتحت متغیر ہوتے رہتے ہیں۔ پھر بعض اوقات بعض احکام میں لوگ خرابی پیدا کر دیتے ہیں۔ اور اس وقت حاکم یا قاضی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ دخل دے کر اس خرابی کو دور کرے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے طلاقیں الگ الگ وقتوں میں دیئے جانے کی شرط رکھی ہے۔ مگر آپ کی زندگی کے بعد جب لوگوں میں یہ رواج بکثرت ہونے لگا۔ کہ بیوی پر ناراض ہوئے اور کہہ دیا۔ کہ تجھے طلاقیں ہیں۔ تو پہلے علماء نے ایسی طلاقوں کو ایک ہی طلاق قرار دیا۔ لیکن جب یہ رواج ترقی پکڑتا گیا۔ تو

شریعت کی بےحرمتی

کی روح کو دور کرنے کے لئے حضرت عمرؓ نے اعلان کر دیا۔ کہ اگر کوئی ایک دفعہ ہی بہت سی طلاقیں دے گا۔ تو میں اسے تین ہی سمجھوں گا۔ تو جس حد تک اسلام کے احکام میں متغیر حالات میں تبدیلی کی اجازت ہے۔ ان میں تبدیلی کی جا سکتی ہے اور اسی کا نام سیاست ہے۔ اسی کا نام حکمت اور اسی کا نام فلسفہ ہے۔ پس مذہب کے لئے بھی ایک سیاست کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ جو

سادہ زندگی کی تحریک

میں نے تحریک جدید کے سلسلہ میں کی تھی۔ اس کا ایک حصہ مذہبی سیاست کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ یعنی اس زمانہ میں چونکہ اسلامی حکومت نہیں ہے۔ اس لئے وہ مساوات جسے حکومتیں ہی قائم کر سکتی ہیں۔ اس زمانہ میں قائم نہیں ہو سکتی اور آجکل مسلمان بھی امیر و غریب میں ویسا ہی امتیاز کرنے لگے ہیں۔ جیسا ہندو یا عیسائی کرتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کی اپنی حکومت نہیں۔ اور ان کے سامنے کوئی نمونہ نہیں۔ میری خلافت پر اب پچیس سال پورے ہونے کو آئے ہیں۔ اور میں شروع سے ہی یہ مسئلہ سمجھانے کی کوشش کرتا آیا ہوں۔ مگر اب تک جماعت میں یہ قائم نہیں ہو سکا۔ کہ

ایسا ادب جو شرک کے مشابہ ہو

یا جو ادب کا اظہار کرنے والے کو انسانیت کے مقام سے گرانے والا ہو ناجائز ہے۔ مثلاً یہاں کے لوگوں میں دستور ہے کہ جب کسی بڑے آدمی یا بزرگ کو ملنے کے لئے آتے ہیں تو جوتی اتار لیتے ہیں۔ بات کرنے لگیں تو ہاتھ جوڑ لیتے ہیں۔ اور بیٹھنے کو کہا جائے تو نیچے بیٹھ جاتے ہیں۔ اسلامی آداب کے لحاظ سے اسے ادب نہیں بلکہ انسانیت کی ہتک سمجھا جائیگا۔ اور اسے ناپسندیدہ قرار دیا جائیگا۔ ۲۵ سال سے یہ بات میں سکھا رہا ہوں۔ مگر ابھی تک اس پر عمل کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اب تک یہی حالت ہے کہ بعض لوگ ملاقات کے لئے آتے ہیں۔ تو جوتیاں اتار دیتے ہیں۔ اور جب اصرار کیا جائے۔ کہ جوتی پہن کر آئیں تو پھر زمین پر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور پکڑ پکڑ کر اور اٹھا اٹھا کر انہیں کرسی پر یا فرش پر جیسی بھی صورت ہو بٹھانا پڑتا ہے۔ لیکن بیٹھنے کے بعد جب بات شروع کرتے ہیں۔ تو ہاتھ جوڑ لیتے ہیں۔ اور اب تک ایسا ہو رہا ہے۔

اسی ہفتہ میں ایک دوست ملنے آئے

پہلی ملاقات ختم ہونے پر میں گھنٹی بجا دیتا ہوں۔ کہ تا دوسرے دوست آ جائیں میں نے گھنٹی بجائی مگر کوئی نہ آیا۔ پھر گھنٹی بجائی تو دفتر کا آدمی آ گے آیا۔ اور میرے پوچھنے پر کہ اگلے ملاقاتی کیوں نہیں آئے۔ بتایا کہ وہ پیچھے ہی جوتا اتار آئے تھے۔ اس لئے میں نے انہیں کہا تھا کہ یہ درست نہیں آپ جوتا پہن کر تشریف لائیں۔ آخر وہ صاحب تشریف لائے۔ اور آتے ہی زمین پر بیٹھ گئے۔ اور مجھے بالآخر ہاتھ پکڑ کر کرسی پر بٹھانا پڑا۔ اس کے بعد جب انہوں نے بات شروع کی۔ تو ہاتھ باندھ لئے۔ اور جب

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے پوتے کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا کیجائے

صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کا بچہ عزیز انس احمد بعمر سوا سال کی بیماری کے متعلق لاہور سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ۱۰۵ بلکہ ۱۰۶ درجہ تک بخار ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹروں نے ٹائیفائڈ کا شبہ ظاہر کیا ہے۔ احباب صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

آپ کو جملہ طبی ضروریات کے لئے ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ دہلی سے کیوں ادویہ خرید کرنی چاہئیں

اسلئے کہ

(اول) یہ دواخانہ تحریک جدید کے قومی سرمایہ سے قائم شدہ ہے۔ اور اس کی آمد اشاعت اسلام کے لئے وقف ہے۔ اس کے سرپرست طبیب نہائت تعلیم یافتہ خاندانی اور تجربہ کار ہیں۔ (دوم) آپ بذریعہ خط و کتابت اپنی مرض کا علاج بسہولت کروا سکتے ہیں (سوم) یہ دواخانہ ایک لاکھ روپیہ کے منظور شدہ سرمایہ سے قائم کیا گیا ہے۔ اور اس لئے آپ کو اعلےٰ سے اعلےٰ ادویہ مناسب اصول پر فراہم کر سکتا ہے (چہارم) اس کا مرکزی رجسٹرڈ دفتر قادیان دارالامان میں ہے۔ اور اس کا نظم و نسق اور اس کی مجموعی پالیسی مرکزی پالیسی کے ماتحت ہے (پنجم) اس دوکان میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے خاص الخاص نسخہ جات تیار رہتے ہیں۔ (ششم) اس دواخانہ کے مرکبات بلحاظ نفاست اور صحت اجزاء کے بہت شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اور اسی وجہ سے طبیب و ڈاکٹر صاحبان اپنے مریضوں کے علاج کے لئے یہیں سے ادویہ منگواتے ہیں ایک کارڈ لکھ کر مکمل فہرست مفت طلب فرمائیے۔

منیجر ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ زینت محل لال کنواں دہلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بڑے اصرار کے ساتھ انہیں کہا گیا۔ کہ ہاتھ کھول دیں۔ تو انہوں نے کھولے۔ وہ ہیں احمدی۔ اور آٹھ دس سال سے احمدی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ وہ سمجھدار آدمی ہیں۔ کیونکہ جب انہوں نے میرے چہرہ پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے۔ تو بولے۔ کہ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہمیں نوکریوں میں ایسا کرنے کی عادت ہو جاتی ہے افسر توقع رکھتے ہیں۔ کہ ان کے سامنے اسی طرح کیا جائے۔ آپ بے شک ایسا نہ کرنے کو کہتے رہتے ہیں۔ مگر ہمیں چونکہ عمل اس کے خلاف کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے آپ کی بات ذہن سے نکل جاتی ہے ؛

تو غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ میل جول کی وجہ سے کئی چیزیں ایسی ہیں۔ جن کو مسلمان بھی اسلامی سمجھنے لگ گئے ہیں۔ حالانکہ وہ بالکل غیر اسلامی ہیں۔

اسلام نے جو مساوات سکھائی

ہے۔ وہ کہیں اور نظر نہیں آتی۔ مگر ہمارا ماحول چونکہ ہندوانہ ہے اور اوپر عیسائی حکومت ہے۔ اور ان دونوں میں مساوات نہیں۔ ہندوؤں میں تو چھوٹائی بڑائی کا فرق اتنا نمایاں ہے۔ کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ اسی طرح عیسائیوں میں ہے۔ ان کے تو گرجوں میں بھی علیحدہ علیحدہ سیٹیں علیحدہ علیحدہ لوگوں کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔

بعض گرجاؤں میں مساوات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ یہ سیٹ پندرہ روپیہ کرایہ کی ہے۔ یا دس روپیہ کی۔ اور یہ پانچ روپیہ کی۔ اور یہ دو روپیہ کی ہے۔ اور جو یہ کرایہ ادا کر سکے۔ وہاں بیٹھ سکتا ہے۔ مجھ سے ایک عیسائی نے کہا۔ کہ ہمارے گرجا میں تو مساوات ہے۔ میں نے کہا کہ اس مساوات سے تو وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ جس کے پاس پندرہ روپے ہوں۔ جس کے پاس کھانے کو بھی نہ ہو۔ وہ وہاں کیسے بیٹھ سکتا ہے۔ اور یہ چیزیں کو اس طرح تو مسلمانوں میں داخل نہیں ہوئیں کہ مصلے بکنے لگیں۔ کہ امام کے پیچھے کے مصلے کی یہ قیمت ہے۔ اور دائیں بائیں کھڑے ہونے کی اتنی۔ اور یہ تو نہیں ہوا۔ کہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کا کرایہ پانچ روپیہ اور دوسری کا چار یا تین۔ مگر اور شکلوں میں

عدم مساوات مسلمانوں میں بھی

آگئی ہے۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی۔ تو ماحول ہی ایسا ہوتا۔ کہ یہ چیزیں پیدا نہ ہو سکتیں۔ مگر چونکہ اسلامی حکومت قائم نہیں۔ اس لئے ماحول کے مطابق مسلمانوں میں کچھ نہ کچھ رنگ دوسروں کا آگیا ہے۔ اور میں نے محسوس کیا کہ تحریک جدید میں اس بات کا بھی خیال رکھا جائے۔ کہ مساوات کا احساس جماعت میں قائم اور زندہ رہے۔ اور مرنہ جائے۔ اور اس کے لئے سادہ زندگی کی تجویز میں نے کی۔ اور اس کا ایک حصہ

ہاتھ سے کام کرنیکی عادت

ہے۔ تا کہ غریب اور امیر کا نمایاں امتیاز مٹ جائے۔ جس حد تک اسے قائم رکھنے کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ اسے تو ہم نہیں مٹاتے۔ شریعت نے یہ نہیں کہا۔ کہ کوئی شخص اگر دس روپے کما کر لائے۔ تو اس سے چھین لو۔ اس لئے ہم یہ نہیں کر سکتے۔ ہاں روپیہ کمانے والوں پر جو پابندیاں اس نے عائد کی ہیں مثلاً یہ کہ ان سے زکوٰۃ لو چندے لو۔ یہ کر لیتے ہیں۔ ہاں مساوات قائم کرنے کا ایک ذریعہ یہ ہے۔ کہ ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ سب امیر غریب اکٹھے ہو کر ٹوکریاں اٹھائیں۔ اور مٹی ڈھوئیں۔ تا اخوت اور مساوات کی روح زندہ رہے ؛

اسی طرح

کھانے پینے کے متعلق پابندیاں

ہیں۔ جمعہ کے روز کے لئے بے شک میں نے پابندیوں کو ایک حد تک کم کر دیا ہوا ہے۔ تا جو دوست اپنے احباب اور رشتہ داروں کے ساتھ مل کر کھانا پینا چاہیں۔ وہ ایسا کر سکیں مگر نسبتاً اس دن بھی تنگی رکھی ہے۔ باقی ایام کے لئے سب کو ایک ہی کھانے کا حکم ہے۔ تا امیر غریب میں کوئی امتیاز نہ رہے۔ اگر دوست اس پر پوری طرح عمل کریں۔ تو امیر کو اپنے غریب بھائی کی دعوت پر کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور اس طرح دعوتوں میں زیادہ دوستوں کو بلانے کا موقعہ مل سکے گا پہلے اگر دس دوستوں کو بلا سکتے تھے تو سادگی کی صورت میں تیس چالیس کو بلا سکیں گے۔ اس کے برعکس امیر جب دعوت کرتے تھے تو پانچ دس کھانے پکانا ضروری سمجھتے تھے۔ اور چونکہ کسی کے پاس لامحدود دولت تو ہوتی نہیں۔ اس لئے مجبوراً صرف چند امیر احباب کو بلا لیتے تھے۔ لیکن کھانے میں سادگی کی وجہ سے اتنی گنجائش ہو سکتی ہے۔ کہ غریبوں کو بھی بلا لیں۔ اور اس طرح دونوں کے لئے ایک دوسرے کے ہاں آنے جانے کا رستہ کھل گیا ہے۔ گو امیر و غریب کے ہاں کھانے میں گھی یا مصالح اور خوشبو کی کمی بیشی کا امتیاز رہ جائے۔ لیکن کھانا ایک ہی نظر آئے گا۔ اور یہ اس مطالبہ کا مذہبی سیاسی پہلو تھا۔ کہ

دوئی کی روح

کو مٹایا جائے۔ اور یہ احساس نہ رہے کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ طبقے ہیں۔ اور گو یکجہتی۔ اتحاد۔ اور مساوات کی حقیقی روح حکومت کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ مگر اس تحریک کے ذریعہ میں نے کوشش کی ہے۔ کہ وہ زندہ رہے۔ تا جب بھی مسلمان حکومت آئے۔ ہم اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور یہ نہ ہو۔ کہ لڑنے لگیں۔ کہ ہم یہ نہ ہونے دیں گے۔ کہ چھوٹائی بڑائی کے امتیاز کو مٹا دیا جائے۔ آج اگر ہندوؤں کی حکومت قائم ہو جائے۔ تو بجائے اس کے کہ مساوات قائم ہو۔ ان میں جو امتیازات ہیں۔ وہ زیادہ شدت اختیار کر لیں گے۔ لیکن اسلامی حکومت کا قیام مساوات کو صحیح رنگ میں قائم کرے گا۔ اور میری غرض یہ ہے کہ جب تک

اسلام کی حکومت دنیا میں

قائم نہ ہو۔ مساوات کی روح زندہ رہے ؛

دوسرا پہلو اس مطالبہ کا اقتصادی تھا۔ اس میں میرے مدنظر یہ بات تھی۔ کہ اگر جماعت بغیر بچت کرنے کے چندوں میں زیادتی کرتی جائے گی۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ کمزور ہوتی جائے گی حتےٰ کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اس میں کوئی قربانی کرنے کی طاقت ہی نہ رہے گی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ان میں

کفایت شعاری کا مادہ

پیدا ہو۔ اور جب کفایت کی عادت ہوگی۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ اپنے اخراجات میں کمی کر کے چندے دیں گے۔ اور چندوں کے لئے ان کو قرض لینے کی ضرورت نہ ہوگی۔ بلکہ جب یہ روح ان میں پیدا ہوگی۔ تو وہ کچھ نہ کچھ پس انداز بھی کریں گے۔

254

امانت فنڈ کی مضبوطی کا مطالبہ

در اصل پس انداز کرانے کے لئے ہی تھا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ دوستوں نے اس سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا۔ حالانکہ اس کی اصل غرض صرف یہ تھی۔ کہ جماعت کی مالی حالت مضبوط ہو۔ وہ اقتصادی لحاظ سے ترقی کرتی جائے۔ اور فضول اخراجات کو محدود کرتی جائے۔

ضرورت ملازمین

پان میں کھانے کا کتھ اور دیسی موم خالص شہد فروخت کرنے کے لئے ایجنٹوں کی ضرورت ہے تنخواہ تیس روپے ماہوار پانچ روپے سالانہ ترقی۔ درخواستیں بنام منیجر پارک پیراڈائز دہلی کے نام روانہ کریں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ نہ ہو کہ اخراجات کو بدستور رکھے اور جب چندہ کا وقت آئے تو بوجھ محسوس کرے۔ اور جائدادیں فروخت کرکے دے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جن کے لئے جائدادیں فروخت کرکے بھی چندوں کا ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مگر یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی طرف دوسروں کی نگاہیں اٹھتی ہیں۔ اور جنہیں دوسروں کے سامنے اپنا نمونہ پیش کرنا ضروری ہوتا ہے باقی لوگوں کے لئے اخراجات کو کم کرکے ہی دین کی مدد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور یہی سود ہے۔ جو ان کے لئے بھی اور دین کے لئے بھی زیادہ ثواب کا موجب ہوسکتی ہے۔ اور اخراجات میں کمی کرنا انسان کے بس کی بات ہوتی ہے۔ جو لوگ پنشن لیتے ہیں وہ فوراً اپنے اخراجات کو کم کر دیتے ہیں یا نہیں اگر ہزار تنخواہ تھی تو پنشن پانسو رہ جاتی ہے۔ پانسو ہو تو اڑھائی سو اور سو ہو تو پچاس اور پنشن لینے والا اس کے مطابق اپنے اخراجات میں بھی کمی کر دیتا ہے۔ اور جب دنیوی حالات میں تبدیلی کی وجہ سے

اخراجات میں کمی

کی جاسکتی ہے۔ تو دین کے لئے ایسا کرنا کیا مشکل ہے۔ حالانکہ ایسا کرنے میں سراسر ہمارا اپنا فائدہ ہے۔ کیونکہ جو بچت ہوگی وہ ہمارے ہی کام آئے گی شادی بیاہ اور دوسری ایسی ضروریات کے موقعہ پر قرض نہ لینا پڑے گا۔ یا اگر اس بچت سے ان کی جائدادیں بڑھیں گی تو اس سے ان کی آمد میں اضافہ ہوگا اور وہ ان کے اور ان کی اولادوں کے کام آئیں گی۔ تو بہت سے فوائد اس کے نتیجہ میں پیدا ہوں گے۔ اور

سادہ زندگی کے فوائد

کا یہ اقتصادی پہلو ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایک پہلو اس تحریک کا مذہبی سیاسی تھا۔ تاکہ جماعت میں ایسی روح پیدا ہو جائے۔ کہ مساوات قائم رہے۔ اور چھوٹے بڑے کا امتیاز مٹ جائے۔ اور یہ تفرقہ آگے جاکر دوسرے بڑے تفرقوں کا موجب نہ ہو۔

بے شک

عادتوں کا چھوٹنا

مشکل ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اس کے لئے یہ بہت مشکل ہوتا ہے کہ کھانے اور کپڑے میں تبدیلی کرے۔ اسے اس میں شرم محسوس ہوتی ہے۔ وہ خیال کرتا ہے لوگ کیا کہیں گے۔ اور اس وجہ سے یہ بہت بڑی قربانی ہے۔ مگر قربانی کے بغیر قومی ترقی ہو ہی نہیں سکتی۔

یہ خیال بالکل غلط ہے کہ

سادہ زندگی کا مطالبہ صرف امراء کے لئے ہے

غریب کا تو پہلے ہی بمشکل گزارہ ہوتا ہے وہ بچت کس طرح کر سکتا ہے۔ کیونکہ امیر کو اگر ضرورت کے وقت زیادہ رقم درکار ہوتی ہے۔ تو غریب کو اسی نسبت سے کم رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ امیر کہتا ہے کہ اس وقت اگر دس ہزار روپیہ ہو تو کام چل سکتا ہے۔ مگر غریب کہتا ہے۔ کہ اگر پانچ روپے ہوں تو کام چل سکتا ہے۔ کام دونوں کے رکے ہوئے ہوتے ہیں۔ امیر کا دس ہزار کے لئے اور غریب کا پانچ کے لئے میں نے بعض سوالی دیکھے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ ایک روپیہ فلاں ضرورت کے لئے درکار ہے۔ اس میں سے آٹھ آنے تو مہیا ہو گئے ہیں۔ باقی صرف آٹھ آنے کی اور ضرورت ہے۔ پس اگر

غریب بھی بچت کا خیال کریں

اور اتنی تبدیلی اخراجات میں کرلیں۔ کہ ایک آنہ ماہوار ہی بچالیں۔ تو انہیں بھی فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ ایسے غریب لوگ بھی تو ہوتے ہیں۔ جن کا آٹھ آنے نہ ہونے کی وجہ سے کوئی کام رکا رہتا ہے۔ ایسے غریب بھی ہوتے ہیں۔ جن کا کام کسی وقت بارہ آنہ یا روپیہ پاس نہ ہونے کی وجہ سے رک جاتا ہے اور جو شخص روپیہ یا دو روپیہ ماہوار کی بچت کرسکے۔ وہ بھی اس کے لئے بہت مفید ہوسکتی ہے۔ کیونکہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو دس بارہ یا بیس پچیس روپے نہ ہونے کی وجہ سے اپنا کام نہیں چلا سکتے۔ اور اگر وہ روپیہ دو روپیہ ماہوار بچاتے جائیں۔ تو چونکہ ان کی ضرورتیں بھی اسی کے مطابق ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ بچت بھی ان کے لئے مفید ہوتی ہے۔ ہر شخص کے کام اور اس کی ضرورت کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ کسی کا کام آٹھ آنے نہ ہونے کی وجہ سے رک جاتا ہے۔ تو کسی کا دس ہزار نہ ہونے کی وجہ سے پھر ایسے غربا بھی ہوتے ہیں۔ جو ایک پیسہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ ان کے لئے بظاہر

اقتصادی زندگی کا سوال

ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جو کہتے ہیں۔ کہ ایک پیسہ ہو تو کیا اچھا ہو۔ تو ہر شخص کی ضرورت اور اقتصادی پہلو برابر برابر چلتے ہیں۔ بے شک ایک غریب آدمی کہہ سکتا ہے۔ کہ اگر میں نے دو چار روپے جمع کر بھی لئے تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ لیکن اسے خیال رکھنا چاہیئے کہ اس کی ضرورتیں بھی ایسی ہی ہوتی ہیں۔ کئی دفعہ ایسی ضروریات پیش آجاتی ہیں۔ کہ انسان کہتا ہے۔ اس وقت اگر دس روپے پاس ہوتے تو بہت اچھا ہوتا۔ اور اگر وہ بارہ آنہ یا روپیہ ہر مہینہ جمع کرتا رہے۔ تو دوسرے سال دس روپے والی ضرورت جب اسے پیش آئے گی۔ تو اس کا کام چل جائیگا اور اسے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوگی۔

یہ صحیح ہے۔ کہ

غریب آدمی اپنی حالت کے مطابق

بہت قلیل رقم پس انداز کرسکتا ہے مگر اس کی ضرورتیں بھی تو قلیل ہی ہوتی ہیں۔ تھوڑا تھوڑا کرکے وہ سال میں جس قدر پس انداز کرتا ہے۔ اس کا نہ ہونا کسی وقت اس کی تباہی کا موجب ہوسکتا ہے۔

تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔

فیروزپور کا ایک واقعہ

انجبارات میں شائع ہوا ہے۔ کسی زمیندار نے ساہوکار سے پچاس روپے قرض لئے۔ چونکہ اسے ضرورت سخت تھی۔ اس وقت روپیہ اسے ۵۰-۶۰ فی صدی شرح سود پر ملا۔ اس کے بعد اس نے اس قرض کو ادا کرنے کی کوشش کی۔ مگر چونکہ سود کی شرح بہت زیادہ تھی۔ اس لئے تیس روپے بطور سود دینے پڑتے تھے۔ لیکن اس کی آمد اتنی تھی کہ وہ صرف پندرہ روپے ہی ادا کرسکتا تھا۔ چنانچہ اس نے پندرہ روپے ادا کئے۔ تو چونکہ سود تیس تھا۔ اس لئے پندرہ روپے اس میں سے ہی باقی رہ گئے اور اس کے ذمہ بجائے پچاس کے پندرہ ادا کرنے کے بعد بھی پینسٹھ رہ گئے۔ اس پر ساٹھ فی صدی سود ۳۹ روپے بنا۔ جس میں سے پھر اس نے پندرہ ادا کر دیئے۔ تو باقی ۲۴ اصل میں جمع ہوکر ننانوے ہوگئے نتیجہ یہ ہوا کہ اب چالیس پچاس سال کے بعد جبکہ وہ خاندان ہزاروں روپیہ ادا بھی کرچکا تھا۔ اس کے ذمہ

خون کا دریا

برسوں سے سیرون خون بواسیر کا جاتا ہوا فوراً بند ہو جاتا ہے لطف یہ کہ اگر اس دوائی کو باقاعدہ استعمال کیا جائے تو یقیناً ہمیشہ کے لئے آرام آجاتا ہے۔

قیمت دو روپے آٹھ آنے

اقبال اینڈ کمپنی

حافظ آباد پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک لاکھ سے زیادہ رقم

بقایا تھی - اب دیکھو - اسے قرض لینے کے وقت ضرورت تو پچاس کی ہی تھی - اور وہ پندرہ روپے سالانہ بچت کر کے بعد میں ادا بھی کرتا رہا - لیکن پندرہ روپیہ سالانہ بچت کرنے کی مصیبت اگر وہ تین سال پہلے اٹھا لیتا - تو اس کے پاس ضرورت کے وقت ۴۵ - روپے اپنے جمع ہوتے - اور اسے قرضہ لینے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی - لیکن اس نے تین سال پہلے یہ تکلیف نہ اٹھائی - مگر بعد میں پچاس سال برابر اٹھاتا رہا - بعد میں غلہ کی قیمت میں بھی اضافہ ہوتا رہا - زمینوں کی حیثیت بھی بڑھتی گئی اس لئے وہ یا اس کا خاندان اس قرضہ میں زیادہ رقوم بھی ادا کرتا رہا - مگر جتنا اضافہ ان کی ادائیگی کی قسط میں ہوتا تھا - دوسری طرف اتنا ہی قرضہ کی رقم بڑھتی جاتی تھی ؂

تو انسان کو کسی نہ کسی وقت مصیبت تو آ ہی جاتی ہے - اور اگر انسان سمجھے - کہ مصیبت کے بعد جو تکلیف اٹھانی ہے - وہ پہلے ہی اٹھا لوں - تو بہت فائدہ میں رہتا ہے - لیکن لوگ مصیبت تو اٹھاتے ہیں - مگر بعد میں - پہلے نہیں - اگر کسی سے کہو کہ کچھ نہ کچھ پس انداز کیا کرو - تو وہ یہی جواب دے گا - کہ کھانے کو تو ملتا نہیں - جمع کہاں سے کریں لیکن اگر پوچھو - کہ قرض لیا ہوا ہے - یا نہیں - تو جواب اثبات میں ملے گا - اس قرض کا سود تو ادا کرتے جائیں گے - لیکن پہلے کچھ جمع نہیں کر سکتے - حالانکہ اگر پہلے کچھ جمع کرتے جائیں - تو نہ قرض لینے کی نوبت آئے - اور نہ سود دینے کی - بات ایک ہی ہے - اگر پچاس روپیہ آدمی پہلے جمع کرے - تو بھی اور اگر بنئے سے روپیہ لے کر بعد میں سود سمیت رقم ادا کرے - تو بھی - ہاں دوسری صورت میں تکلیف زیادہ اٹھانی پڑتی ہے - اور روپیہ بھی زیادہ ادا کرنا پڑتا ہے کیونکہ قرض بڑھتا جاتا ہے - یہ اتنی موٹی بات ہے - کہ معمولی سے معمولی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے - مگر مصیبت کے وقت تو لوگ بوجھ اٹھانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں - لیکن آرام کے وقت عقل سے کام نہیں لیتے - جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے - کہ مدت العمر مقروض رہتے ہیں - اور فصل پکنے کے بعد بنیا آتا ہے - اور غلہ اٹھا کر لے جاتا ہے - حالانکہ اگر اس مصیبت کے آنے سے پہلے وہ آدھی مصیبت بھی اٹھا لیتے - تو نہ قرض لینے کی نوبت آتی - اور نہ بنیا اگر اس طرح سب کچھ لے جا سکتا ؂

پس یہ تحریک صرف امراء کے لئے ہی نہیں - بلکہ

غریبوں کے لئے بھی

تھی - لیکن امراء تو خیال کرتے ہیں کہ ہمارا گزارہ اچھا چل رہا ہے - ہمیں پس انداز کرنے کی کیا ضرورت ہے - جب کہ آمد کافی ہے - حالانکہ وہ بھی حادثات کا شکار ہو سکتے ہیں - اور غریب سمجھتے ہیں - کہ ہم نے جمع کیا کرنا ہے - ہمارے پاس ضرورت سے زیادہ ہے ہی نہیں - مگر یہ وہ کر لیتے ہیں - کہ پہلے قرض لے لیا - اور پھر جمع کر کے اسے ادا کیا - گویا وہ جمع تو کرتے ہیں - مگر ایک ایسے صندوق میں جس کے نیچے سوراخ ہو - اور جو کچھ اس میں ڈالیں - وہ دوسرے رستہ سے نکلتا جائے - وہ جو کچھ اس میں ڈالتے ہیں - وہ اس سوراخ کے رستہ بنئے کے گھر میں گرتا جاتا ہے عقلمندی یہ نہیں - کہ جسے دو روٹیاں نہیں ملتیں - وہ ڈیڑھ ہی کھائے - بلکہ عقلمندی یہ ہے - کہ جب اسے دو ملتی ہیں - اس وقت بھی وہ ڈیڑھ کھائے - اور نصف ضرورت کے لئے اٹھا رکھے - اور جب دو بھی نہیں ملتیں وہ بھی جو ملے - اس میں سے کچھ نہ کچھ پس انداز کرے - تا مصیبت کے وقت اس سے فائدہ اٹھا سکے - کیونکہ جب تک ایسی حکومت موجود نہ ہو - جو ہر شخص کے کھانے کی ذمہ وار ہو - اس وقت تک یہ نہ کرنا عاقبت نااندیشی ہے ؂

پس میری تجویز یہ ہے کہ

آدھی روٹی گھر میں رکھو -

تا جب نہ ملے - تو اسے کھا سکو - اور اسی غرض سے میں نے تحریک جدید امانت فنڈ قائم کیا تھا - جو شخص اس تجویز پر عمل کرتا ہے - وہ فائدہ میں رہتا ہے - اور باقی ماندہ روٹی اس کے کام آتی ہے - لیکن جو عمل نہیں کرتا - کھاتا تو وہ بھی ڈیڑھ ہی ہے - مگر آدھی بنئے کو دیتا ہے ؂

پس کوئی شخص خواہ کتنا غریب ہو اسے چاہیئے - کہ کچھ نہ کچھ ضرور جمع کرتا رہے - خواہ پیسہ - یا دو پیسے ہی کیوں نہ ہوں - کیونکہ بعض اوقات پیسہ دو پیسہ کا ہی کوئی خرچ آ پڑتا ہے، جس کے پورا کرنے کی کوئی اور صورت نہیں ہوتی - اور اس وقت جمع شدہ پیسہ کام آتا ہے - بعض اوقات غریب لوگ فوت ہو جاتے ہیں - تو کفن کے لئے بھی گھر میں کچھ نہیں ہوتا - اور اگر ایک دو آنہ ماہوار بھی انسان بچاتا رہے تو بھی مرنے کے بعد گھر کے برتن یا دوسرا سامان گرو رکھ کر کفن کا انتظام نہ کرنا پڑے گا ؂

یہ اتنی موٹی بات ہے - مگر شاید میرے بیان میں کوئی نقص ہے یا جماعت کے سمجھنے میں - کہ ابھی تک جماعت میں یہ بات پیدا نہیں ہو سکی -

اچھی طرح یاد رکھو

کہ سادہ زندگی اس تحریک کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے - اس میں غریبوں کا امیروں کی نسبت زیادہ فائدہ ہے - کیونکہ وہ جو کچھ جمع کریں گے - اپنی ضرورت کے لئے کریں گے - اور اسی طرح امراء کو بھی اس سے فائدہ ہے - اگر کوئی مصیبت کا وقت آ جائے - تو اس وقت پس انداز کیا ہوا سرمایہ ان کے کام آئے گا ؂

پس میں آج پھر جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ

سادہ زندگی کا مطالبہ

تحریک جدید کے اہم مطالبات میں سے ایک ہے - اس کا اقتصادی پہلو - اور مذہبی سیاسی پہلو دونوں بہت اہمیت رکھتے ہیں - اور اگر ہم اس کے ذریعہ غریب اور امیر کے فرق کو کسی حد تک مٹانے اور مساوات کی اس روح کو جسے اسلام قائم کرنا چاہتا ہے قائم رکھنے میں کامیاب ہو جائیں! تو یہ

255

ایک عظیم الشان کام

ہوگا جو لاکھوں - کروڑوں - بلکہ اربوں - کھربوں روپیہ سے زیادہ قیمتی ہے بلکہ دنیا کی تمام دولت سے زیادہ بیش قیمت ہے ؂

میں نے دیکھا ہے - کہ کھانے کے متعلق بالعموم احباب جماعت نے پابندی کی ہے -

عسرطمث (حیض کا تکلیف سے آنا)

خون حیض کا بند ہو جانا - یا رک رک کر درد سے تھوڑا تھوڑا آنا - سر درد - کمر درد - پیڑو کا درد رہنا - ان کے دفعیہ کے لئے ہماری دوائی "حب ادراری" بہت ہی مجرب ہے - ماہواری باقاعدہ اور کھل کر آتی ہے قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک معاف ؂

سیلان الرحم (پانی پڑنا)

جن بہنوں کو پانی پڑتا ہے - ہاتھ پاؤں کی تلیاں جلتی ہیں - دل دھڑکتا ہے - سر چکراتا ہے - اور دن بدن کمزوری ہوتی جا رہی ہے وہ "دافع سیلان" منگا کر کھائیں - اللہ کے فضل سے تندرست ہو کر پھر سے نوجوان اور خوبصورت ہو جائیں گی - قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک معاف ؂

علاوہ ازیں بانجھ پن کا بھی علاج کیا جاتا ہے - پتہ :- دواخانہ مفرح حیات نمبر ۵۵ فلیمنگ روڈ لاہور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لباس کے متعلق

کچھ حصہ نے کی ہے مگر کچھ حصہ نے نہیں کی۔ بعض کے متعلق تو مجھے معلوم ہے۔ کہ انہوں نے چندے زیادہ لکھوا دیئے۔ اور پھر دو دو تین تین سال تک کوئی کپڑے نہیں بنوائے۔ خود میرا ابھی یہی حال ہے۔ کل ہی ایک عجیب اتفاق ہوا۔ جس پر مجھے حیرت بھی آئی۔ ایک دوست ملنے آئے اور انہوں نے ایک تحفہ دیا کہ فلاں دوست نے بھیجا ہے۔ وہ ایک کپڑے کا تھان تھا۔ اس کے ساتھ ایک خط تھا جس میں اس دوست نے لکھا تھا کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔ کہ آپ آئے ہیں۔ اور کہا ہے کہ قمیصوں کے لئے کپڑے کی ضرورت ہے بازار سے لا دو۔ اس پر میں نے دریافت کیا۔ کہ آپ صاف کپڑا پسند کرتے ہیں۔ یا دھاری دار۔ آپ نے اس کا کوئی جواب لفظوں میں تو نہیں دیا۔ لیکن میرے دل پر یہ اثر ہوا۔ کہ دھاریدار آپ کو پسند نہیں۔ اور اس خواب کو پورا کرنے کے لئے میں یہ کپڑا بھیجتا ہوں۔ میں نے وہ تھان لا کر گھر میں دیا کہ کسی نے بھیجا ہے۔ اور اس سے قمیصیں بنوائی جائیں۔ انہوں نے اسے دیکھ کر کہا کہ الحمدللہ چار سال کے عرصہ میں آپ نے قمیصوں کے لئے کپڑا نہیں خریدا تھا۔ اور آپ کی پہلی قمیصیں ہی سنبھال سنبھال کر اب تک کام چلایا جا رہا تھا۔ یا ایک دو قمیصوں کے کپڑوں سے جو کوئی تحفہ کے طور پر دے جاتا تھا۔ اب یہ مشکل دور ہوئی۔ تو خود میں نے کپڑوں میں بہت احتیاط سے کام لیا ہے میں ضمناً یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس دوست کے خط کو پڑھ کر معاً میرے دل میں خیال آیا۔ کہ پچاس سال کی عمر ہونے کو آئی ہے۔ جاگتے ہوئے تو میں نے کبھی کسی سے مانگا نہیں مگر خواب میں جا مانگا۔ اور گو یہ میں نے نہیں مانگا تھا بلکہ فرشتوں نے مانگا تھا۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے۔ کہ پھر بھی مجھے شرم محسوس ہوئی۔ اور میں نے اسی وقت دعا کی کہ اے خدا جس طرح تو نے اپنے فضل سے جاگتے ہوئے مانگنے سے اب تک بچایا ہے خواب کے سوال سے بھی بچائے رکھ۔ اور اگر خواب میں کسی کو تحریک کرنی ہو تو میرے مونہہ سے نہ کروا۔ اور یہ خواب میں مانگنے کا بھی میری یاد کے مطابق پہلا ہی واقعہ ہے۔ ورنہ خواب میں بھی میں نے کسی سے کبھی نہیں مانگا۔ ایک دفعہ ایک دوست نے لکھا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ

اتنے روپیہ کی ضرورت

تھی۔ اس میں سے اتنا پورا ہو گیا ہے۔ اور اتنا ابھی باقی ہے۔ جو تم قرض دیدو۔ سو میرے پاس اس قدر رقم ہے اگر خواب ظاہری تعبیر کے مطابق درست ہے۔ تو اطلاع ملنے پر روپیہ بھجوا دوں گا۔ یہ خواب بالکل سچی تھی بعینہٖ حالات اسی طرح تھے۔ مجھے اسوقت کچھ ضرورت تھی۔ اور میں نے اسی قدر رقم کا جو خواب میں اس دوست کو بتائی گئی تھی انتظام ہو گیا تھا۔ اور اس قدر رقم جو ان سے طلب کی گئی تھی مہیا ہونی باقی تھی۔ میں نے انہیں اطلاع دی۔ اور انہوں نے وہ رقم بھجوا دی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ خیر تو اس دوست کا خط پڑھکر جنہوں نے کپڑا بھجوایا تھا بے اختیار میرے مونہہ سے دعا نکلی۔ کہ خداوندا خواب میں بھی میں مانگنا پسند نہیں کرتا۔ آئندہ اپنے فضل سے ایسا خواب بھی کسی کو نہ دکھا۔ جس میں سوال میرے مونہہ سے ہو مجھے تو اپنے ہی در کا سوالی بنا رہنے دے۔

ہاں میں کہہ رہا تھا کہ کھانے کے متعلق پابندی دوستوں نے کی ہے۔ مگر لباس کے متعلق ایک حصہ نے کی ہے اور ایک نے نہیں کی۔ میرے لئے تو اس پابندی کا سوال اکثر پیدا ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ بعض دوست میرے لئے کوٹ وغیرہ لباس بنوا کر بھیجدیتے ہیں۔ اس لئے میں خود تو وہ بنواتا ہی نہیں۔ کرتہ پاجامہ عام طور پر بنواتا ہوں۔ مگر وہ بھی گھر والوں نے بتایا کہ چار سال سے نہیں بنے۔ کوٹ بھی میں تھوڑا تھوڑا عرصہ پہنکر دوستوں کو دیدیتا ہوں۔ مگر بعض دوست اور بھیج دیتے ہیں۔ اور اس طرح یہ سلسلہ چلا جاتا ہے۔ مجھے اور بھی ایسے لوگ معلوم ہیں جنہوں نے دو دو چار چار سال سے کپڑے نہیں بنوائے۔ اور اس میں سراسر انہی کا فائدہ ہے۔ اگر اس بچت سے وہ چندہ دیتے ہیں۔ تو بھی ان کا فائدہ ہے۔ اور اگر جمع کرتے ہیں۔ تو بھی ان کا یا ان کی اولادوں کا۔ تو یہ تحریک جدید کا بہت ضروری حصہ ہے۔ جس کی طرف جماعت کو توجہ کرنی چاہیئے۔

لباس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسقدر سادگی پسند فرماتے

تھے۔ کہ درحقیقت آج ان کے حالات پڑھ کر مجھے تو شرم آجاتی ہے۔ گو آج کل حالات بدل گئے ہیں۔ اور حالات کے ماتحت تبدیلیاں بھی کرنی پڑتی ہیں۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جو محبت ہے اس کی وجہ سے حالات کی تبدیلی کے باوجود شرم آنے لگتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ مجھے ایک جبہ پسند آیا۔ جو کوئی شخص بیچنے کے لئے لایا تھا۔ میں اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لے گیا۔ اور عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ اسے خرید لیجئے عید وغیرہ کے موقعہ پر پہننے کے کام آئے گا۔ اور اچھا لگے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری یہ بات سنکر

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مونہہ پر سرخی آگئی

گویا آپ نے اسے بہت ناپسند فرمایا۔ اور فرمایا یہ تو قیصر و کسریٰ والی باتیں ہیں۔ عمر یہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے نہیں رکھیں۔ شائد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خیال آیا۔ کہ عمر کو یہ جبہ پسند آیا ہے۔ کیونکہ بعد میں جب کسی شخص نے ویسا ہی جبہ بطور ہدیہ آپ کو بھجوایا۔ تو آپ نے وہ جبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس بھجوا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو یاد ہوگا میں نے ایک دفعہ آپ سے ایسے ہی جبہ کے خریدنے کو کہا تھا۔ تو آپ نے سخت ناپسند فرمایا تھا۔ مگر اب آپ نے اسی قسم کا جبہ میرے پاس بھیج دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے پہننے کے لئے نہیں بھیجا۔ اسے پھاڑ کر عورتوں کے کپڑے بنوا لو۔

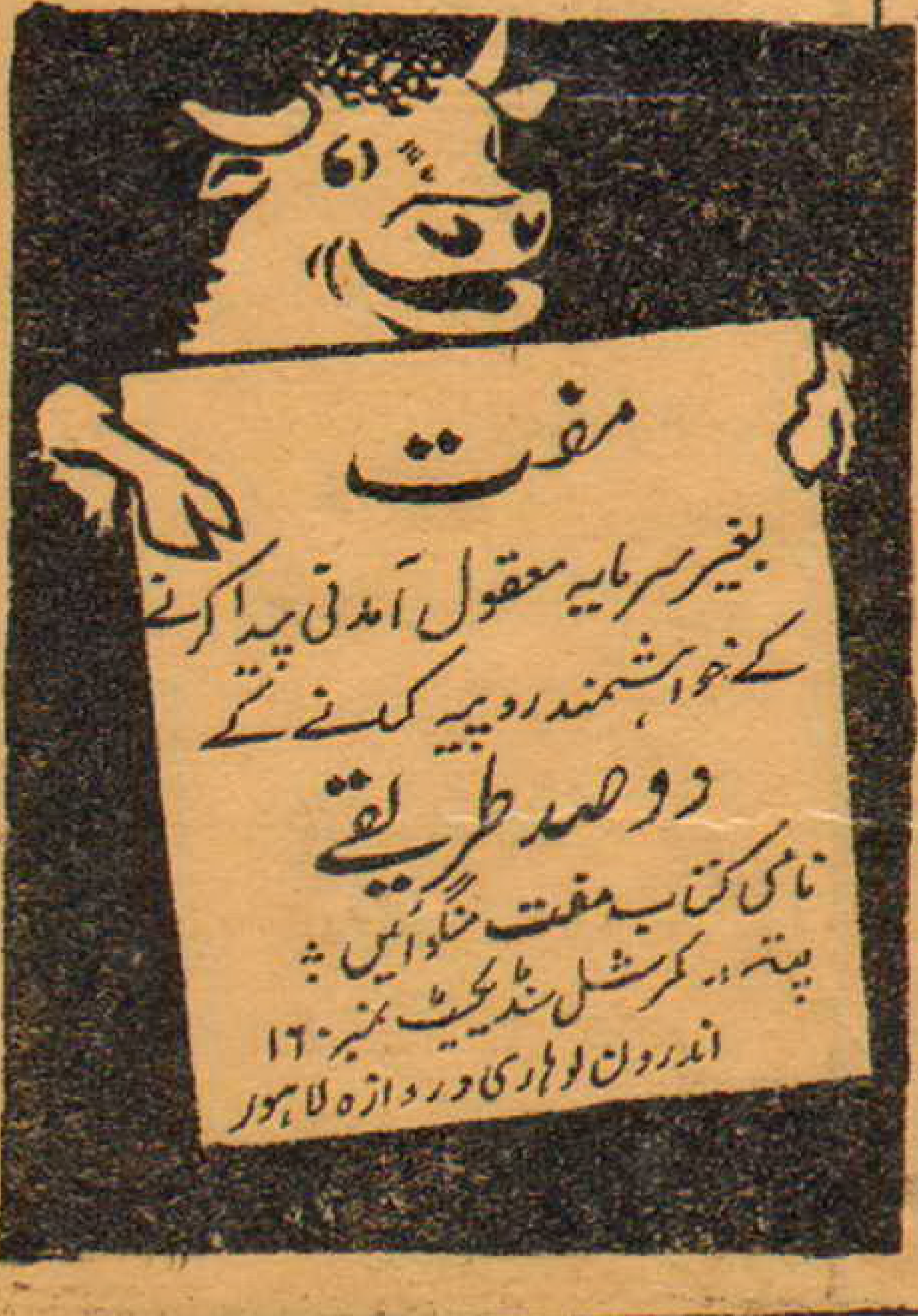

میری پیاری بہنو

میں آپ کی ہمدردی کی خاطر یہ اشتہار دے رہی ہوں۔ کہ اگر آپ کے ماہواری بے قاعدہ ہیں رک رک کر یا ماہواری درد سے آتے ہیں۔ سیلان الرحم یعنی سفید رطوبت کا اخراج ہوتا ہے۔ کمر درد۔ سر درد کرتا رہتا ہے۔ قبض رہتی ہے۔ کام کاج کرتے وقت سانس پھول جاتا ہے۔ دل دھڑکنے لگتا ہے۔ چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا۔ طبیعت سست رہتی ہے۔ تو آپ میری خاندانی مجرب دوا بنام "راحت" سے فائدہ اٹھائیں۔ جو ماہواری خرابیوں کی حیرت انگیز اثر کرنے والی مفید دوا ہے۔ قیمت مکمل خوراک معہ محصولڈاک عہ

قادیان میں ملنے کا پتہ۔ مولوی محمد یامین تاجر کتب

میرا پتہ۔ ایچ نجم النساء بیگم کوٹھی ۹۷ میو روڈ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کپڑوں میں جس قدر سادگی اختیار کرتے تھے۔ اس میں سے تغیر زمانہ کے حصہ کو اگر منہا بھی کر دیا جائے۔ تب بھی وہ بہت بڑی سادگی ہے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ اس زمانہ میں کپڑا کم ہوتا تھا۔ اور اس لئے قیمتیں زیادہ تھیں۔ اور اب بہت سستا ہے۔ اس زمانہ میں جو کپڑا امراء پہنتے تھے۔ وہ آج غریبوں کو بھی میسر ہے۔ یہی گبرون اور لدھیانہ اس زمانہ میں بہت قیمتی اور امراء کے پہننے کا کپڑا سمجھا جاتا تھا۔ مگر اب یہی غریبوں کا عام لباس ہے۔ تو آج کپڑا بہت سستا ہوگیا ہے۔ جو آج غرباء کا لباس ہے۔ وہ اس زمانہ میں امارت کی نشانی سمجھا جاتا تھا۔ یہ سوسیاں وغیرہ بہت قیمت پاتی تھیں۔ جن میں کوئی کوئی تار ریشم کا ہوتا ہے۔ اور اسے معیار امارت سمجھا جاتا تھا۔ تو یہ فرق بیشک دونو زمانوں میں ہے۔ لیکن اس فرق کو منہا کر کے بھی دیکھا جائے تو

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہت سادہ تھی

اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اس کے بغیر ساری دنیا کی ترقی کا سامان ہو ہی نہیں سکتا۔ اسلام بے شک اس کی اجازت دیتا ہے۔ کہ روپیہ کماؤ۔ مگر اسے خرچ اس طرح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ کہ سب بنی نوع انسان اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ سادہ زندگی سے صرف بچت ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ اور بھی کئی فوائد ہوتے ہیں۔

مہمان نوازی میں مدد ملتی ہے

جو اعلےٰ درجہ کے اخلاق میں سے ایک ہے۔ اور جسے حضرت خدیجہ نے نبوت کی تصدیق میں بطور ثبوت پیش کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی مرتبہ وحی نازل ہوئی۔ تو آپ بہت گھبرائے ہوئے گھر پہنچے۔ اس وقت حضرت خدیجہ نے آپ کو تسلی دی۔ اور کہا کہ آپ میں یہ یہ خوبیاں ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ اور ان خوبیوں میں سے ایک آپ نے مہمان نوازی بیان کی۔ پر تکلف کھانوں کا رواج ہو۔ تو انسان کو مہمان نوازی میں سخت دقت پیش آتی ہے۔ ایک روپیہ میں ایک شخص کے لئے کھانا بمشکل تیار ہو سکتا ہے۔ اس لئے مہمان نوازی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس طرح ایک دو آنہ میں گزارہ ہو جاتا ہے۔ اور ایک روپیہ کے صرف سے دس بیس مہمانوں کو کھانا کھلایا جا سکتا ہے۔ تو سادہ زندگی میں مہمان نوازی بڑھ جاتی ہے۔ مہمان سمجھتا ہے کہ میرا دوست تکلف نہیں کرے گا۔ اس لئے دلیری سے وہاں چلا جاتا ہے۔ اور میزبان بھی کوئی تکلف محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ جو کچھ گھر میں موجود ہو۔ لا کر رکھ سکتا ہے کسی کی دعوت کا مفہوم آج کل یہی سمجھا جاتا ہے۔ کہ بہت پر تکلف کھانے تیار کر دیئے جائیں۔ اور ذہنیت بھی ایسی ہو گئی ہے۔ کہ اگر کسی کو بلاؤ۔ اور پلاؤ تیار نہ ہو۔ تو اس کے ماتھے پر سلوٹیں پڑنے لگتی ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا کسی نے جوتیاں ماری ہیں۔ دل میں کڑھتا اور کہتا ہے۔ کہ دیکھو خبیث نے بلا کر میرا وقت ضائع کیا۔ حالانکہ اس غریب نے محبت کی وجہ سے کہیں سے قرض لے کر یا کئی روز کا فاقہ کر کے دعوت کی۔ اور اس کے گلے میں کھانا اس لئے پھنس رہا ہے۔ کہ پلاؤ نہیں۔ اس لئے غریب آدمی مہمان نوازی سے ڈرتے ہیں۔ لیکن اگر اسی طرح مہمان نوازی ہو۔ کہ جس طرح گھر میں کھانا پکتا اور کھایا جاتا ہے۔ اسی طرح مہمان کے بھی پیش کر دیا جائے۔ تو کسی کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اور پیسہ بھی خرچ نہ ہوگا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ

ایک مومن کا کھانا دو کے لئے

کافی ہوتا ہے۔ کل ہی جب میں عید پڑھا کر آیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ چھ سات ہندو دوست آئے ہوئے ہیں۔ جن میں سے ایک ولایت کے سفر میں ہم سفر تھے۔ میں نے پہلے ان سے دریافت کرایا۔ کہ مسلمانوں کے ہاں کا کھا لیتے ہیں۔ یا نہیں۔ تا اگر نہ کھائیں تو ہندوؤں کے ہاں ان کے لئے انتظام کرایا جائے۔ مگر انہوں نے کہا۔ کہ ہم تو کھا لیتے ہیں۔ اس پر میں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا۔ کہ ان کو لے آئیں۔ اور سب بیویوں سے کہا کہ اپنے کھانے بھجوا دیں۔ گو اس میں شک نہیں۔ کہ اگر وہ کسی دوسرے روز آتے۔ تو مجھے ان کے لئے خاص کھانا تیار کرانا پڑتا۔ لیکن عید کی وجہ سے چونکہ نسبتاً اچھا کھانا تھا۔ میں نے سب گھروں سے کھانا جمع کر لیا۔ اور نہ میں کوئی تکلیف ہوئی اور نہ مہمانوں کو۔ اگر سادہ زندگی کے لوگ عادی ہوں۔ تو ہر روز کی دعوت بھی تکلیف کا موجب نہیں ہو سکتی بلکہ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ اگر دوستوں میں سادہ زندگی کی روح قائم ہو جائے۔ تو لنگر خانہ کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ اور مہمان نوازی میں بھی کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ آنے والا مہمان بھی یہ سمجھے گا۔ کہ جو موجود ہوگا۔ کھا لوں گا۔ اس لئے اسے کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ اور میزبان سمجھے گا۔ کہ جو ہوگا پیش کر دونگا۔ اس لئے اسے بھی کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ انسان کے لئے بعض اوقات پیسہ مہیا کر کے خرچ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن خود فاقہ کر لینا مشکل نہیں ہوتا کسی شخص کے گھر کے دس آدمی ہیں تو اگر اس کے ہاں سو مہمان آ جائے اور اس کے پاس طاقت نہ ہو۔ تو اسے ضرور قرض لیکر ان کی مہمان نوازی کرنی پڑے گی۔ لیکن اگر پانچ آ جائیں۔ تو گھر کے پانچ فاقہ کر کے انکو کھلا سکتے ہیں۔ فاقہ اختیار کرنا اختیاری امر ہے۔ آخر روزے بھی تو رکھے ہی جاتے ہیں۔ مگر روپیہ لانا اختیاری امر نہیں۔ اس لئے سادہ زندگی میں انسان بغیر کسی بوجھ کے اپنا فرض ادا کر سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا ہی ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ایک مہمان آیا۔ آپ نے ایک صحابی سے فرمایا۔ تم اسے اپنے ہاں لے جاؤ۔ وہ انہیں اپنے ساتھ لے گئے شاید کسی وقت ان کی حالت اچھی ہوگی۔ اسلئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے سپرد مہمان کر دیا۔ مگر ان دنوں انکی حالت اچھی نہ تھی۔ گھر میں پہنچے تو معلوم ہوا۔ کہ کھانا صرف ایک آدمی کا ہے اور صرف بچوں کے لئے کفایت کر سکتا ہے۔ میاں بیوی نے یہ تجویز کی۔ کہ بچوں کو تو بھوکا ہی سلا دو اور مہمان کو کھانا کھلا دو اب یہ بات انکی طاقت میں تھی۔ لیکن اگر اسوقت ان کو پیسہ مہیا کرنا پڑتا۔ تو یہ مشکل تھا۔

✕ ناک کے ڈاکٹروں کیلئے دس ہزار روپیہ انعام ✕

ناک میں مسہ پیدا ہو گیا ہو یا ہڈی بڑھ گئی ہو۔ ناک سے چھیچھڑے یا کیڑے نکلتے ہوں یا لمبا لمبا جما ہوا مواد نکلتا ہو۔ اکثر نزلہ یا زکام رہتا ہو یا نکسیر پھوٹتی ہو ناک سے بدبو آتی ہو یا سونگھنے کی قوت میں فتور آ گیا ہو۔ ناک اکثر بند رہتا ہو۔ یا چھینکیں زیادہ آتی ہوں۔ ناک میں سوزش یا پھنسیاں رہتی ہوں یا گلے میں مستقل خرابی رہتی ہو۔ ان تمام شکایات کیلئے ہماری کھلانے کی **ناک کی دوائی** (رجسٹرڈ) نہایت جادو اثر و تیر بہدف اکسیر ثابت ہو چکی ہے۔ ہم عرصہ دراز سے صرف یہی ایک ہی دوائی بیچنے کا بیوپار کر رہے ہیں۔ اور ہماری دوائی ہندوستان کے ہر حصہ کے علاوہ سیام۔ ملایا۔ نیوزیلینڈ۔ سماٹرا۔ عراق۔ افریقہ انگلستان اور امریکہ وغیرہ دوسرے ملکوں میں بھی جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ چونکہ آج کل جھوٹی اشتہار بازی بہت ہو رہی ہے اس لئے ہمارا عام اعلان ہے۔ کہ اگر کوئی ڈاکٹر یا حکیم ہماری زیر نگرانی اسے مریضوں پر استعمال کر کے ثابت کرے۔ کہ یہ دوائی اصلی نہیں ہے تو ہم اسے مبلغ دس ہزار روپیہ نقد انعام دینگے۔ الفضل کا حوالہ دینے سے آپ کو خاص توجہ دی جائیگی۔

بھگتوں کی دوکان (رجسٹرڈ) ناک کی مشہور دوائی بیچنے والے بھگت بلڈنگ بھگت بازار۔ ڈاکخانہ بھگت بازار جالندھر شہر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وہ مہمان کی خدمت میں تمام رہتے یا پھر اگر یہ ضروری ہوتا۔ کہ مہمان کو پلاؤ ہی کھلانا ہے۔ تو اس صحابی کو کہنا پڑتا۔ کہ یا رسول اللہ میں نہیں لے جا سکتا۔ لیکن صحابہ کا یہی طریق تھا۔ کہ جو موجود ہوتا لاکر پیش کر دیتے۔ یہ بات ان کے بس کی تھی۔ کہ بچوں کو سلا دیں۔ اور ان کا کھانا مہمان کو کھلا دیں۔ اس پر عمل کرنے کے لئے وہ تیار ہو گئے۔ لیکن اس کے علاوہ ایک مشکل اور تھی۔ اور وہ یہ کہ مہمان کھانے میں ساتھ شامل ہونے پر اصرار کرے گا۔ اور کھانا تھوڑا ہے۔ آخر اس کا حل بھی سوچ لیا گیا۔ اس زمانہ میں وہ دئیے جلائے جاتے تھے۔ جن میں روئی کی بتی ڈالی جاتی ہے تجویز یہ ہوئی۔ کہ جب مہمان کے ساتھ کھانے پر بیٹھیں۔ تو میاں بیوی سے کہیں۔ کہ روشنی ذرا تیز کر دو۔ اور بیوی تیز کرنے کے بہانے بتی کو اس طرح انگلیوں سے پکڑ کر باہر کر دے۔ کہ وہ بجھ جائے۔ اور جب پھر جلانے کو کہا جائے۔ تو کہہ دے۔ کہ آگ نہیں ہے اور اب ہمسایوں کے ہاں آگ لینے کے لئے کیا جانا ہے ان کو خواہ مخواہ تکلیف ہوگی۔ اس پر مہمان خود ہی کہہ دے گا کہ نہیں رہنے دو۔ روشنی کی کیا ضرورت ہے۔ اور اس طرح دونوں مہمان کے ساتھ کھانے پر بیٹھ کر اندھیرے میں یونہی مچاکے مارتے جائیں گے۔ اور مہمان کھانا کھائے گا۔ اس وقت تک پردہ کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ کہ بغیر کھانا کھانے کے ہی بڑے زور کے ساتھ مچاکے مارتے رہے۔ مہمان بیچارہ بھی حیران ہوگا۔ کہ کھانا تو اس قدر لذیذ نہیں معلوم نہیں یہ اتنے مچاکے کیوں مارتے ہیں بہر حال مہمان نے کھانا کھا لیا۔ اور یہ سب بھوکے ہی رات سوئے رہے۔ صبح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلوایا۔ اور پوچھا۔ رات تم نے مہمان کے ساتھ کیا کیا۔ انہوں نے شرمندہ ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جو کچھ کیا۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے بتا دیا ہے اور آپ ہنس پڑے۔ اور فرمایا۔ کہ تمہارے فعل پر

خدا تعالےٰ بھی عرش پر ہنسا

اور میں بھی اس لئے ہنسا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ نے ہنسا تھا۔ تو یہ ذاتی قربانی کا سوال تھا۔ جو انہوں نے کر دی۔ اگر مالی قربانی کا سوال ہوتا۔ تو وہ کیا کر سکتے تھے۔ اگر تمام کام ذاتی قربانی کی طرز پر ہوں۔ تو کام بہت وسیع ہو سکتا ہے۔ اور دنیا میں فوراً امن قائم ہو سکتا ہے۔ لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ کہ سارے کام اس طرز پر چلائے جائیں۔ اگر آج اس طرح چلایا جائے تو جماعت کے لئے یہ امر تباہی کا موجب ہوگا۔ زمانہ کے حالات ایسے ہیں کہ بعض باتوں کو مجبوراً ترک کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً اسلام کا حکم ہے۔ کہ آگ کا عذاب نہ دیا جائے۔ لیکن اگر آج اسے جاری کر دیا جائے۔ تو مسلمان حکومتوں کا بندوقوں توپوں سے کس طرح بچاؤ ہو سکے ہاں جب ساری دنیا میں اسلامی حکومت اور غلبہ ہو۔ تو اس وقت یہی حکم ہے۔ اسی طرح اسلامی اصول یہ ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ روپیہ کے استعمال کو کم کیا جائے لیکن اگر آج اس پر عمل کر دیا جائے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ تباہی ہوگا۔ اس لئے ہمیں

درمیانی راہ اختیار کرنا

پڑتا ہے۔ جس سے دشمن کے حملہ کو بھی بچایا جاسکے۔ اور اسلامی روح کو بھی قائم رکھا جائے۔ بعض نادان یہ اعتراض کر دیتے ہیں۔ کہ اسلام کے فلاں حکم پر کیوں عمل نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ حالات ایسے ہیں۔ کہ اگر ان پر عمل ہو۔ تو اسلام کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے اور دینے والے دونو پر لعنت کی ہے۔ اور اسلام نے اس کو حرام قرار دیا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کسی شخص کو ایک جگہ سود دینا پڑتا ہو۔ اور دوسری طرف اس کا روپیہ کسی ایسی جگہ لگا ہوا ہو۔ جہاں سے اسے سود مل سکتا ہو۔ تو اسے چاہیئے کہ لے لے۔ اور جہاں دینا ہو۔ وہاں دیدے۔ اب بظاہر تو یہ دو لعنتوں کا جمع ہونا ہے۔ لیکن کافر سے لے کر کافر کو ہی دیدینے سے مسلمان نقصان سے بچ جائے گا۔ اور اسی کو مذہبی سیاست کہتے ہیں۔ بعض نادان ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ سیاسی آدمی بن رہے ہیں۔ حالانکہ ہماری سیاست یہ نہیں۔ کہ جرمنی یا اٹلی سے کوئی معاہدے کرتے ہیں۔ بلکہ ایسی ہی مذہبی سیاست ہے۔

تو

سادہ زندگی کا مطالبہ

نہایت اہم ہے۔ مذہبی سیاسی لحاظ سے بھی اور اقتصادی لحاظ سے بھی۔ اس لئے میں دوستوں کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس کی اہمیت پر غور کریں۔ امیر بھی اور غریب بھی۔ اور آج میں نے پھر اچھی طرح اس بات کو واضح کر دیا ہے۔ کہ دونو کے لئے یہ مطالبہ یکساں طور پر ضروری ہے۔ اور دونو کے لئے مفید ہے۔ اس کے بغیر نہ ہماری اقتصادی حالت درست ہو سکتی ہے۔ اور نہ مذہبی جدوجہد وسیع ہو سکتی ہے۔ اگر میں دیکھتا کہ جماعت نے پہلا قدم پوری طرح اٹھایا ہے تو دوسرا مضبوطی کے ساتھ اٹھاتا لیکن ابھی میں دیکھتا ہوں۔ کہ بہت اصلاح کی ضرورت ہے۔ اس لئے دوسرا قدم نہیں اٹھا سکتا۔ کھانے کے معاملہ میں بے شک دوستوں نے اصلاح کی ہے مگر دوسرے معاملات میں نہیں۔ بلکہ مجھے اس کا بھی اعتراف ہے۔ کہ ابھی تک خود ہمارے گھروں میں بھی کھانے اور لباس کو چھوڑ کر باقی امور میں اس کی پوری طرح پابندی نہیں کی جاسکی۔ اور جب تک پہلا قدم صحیح طور پر نہ اٹھا لیا جائے۔ دوسرا نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اس لئے میں دوستوں کو پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ سادہ زندگی کے سب پہلوؤں پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ تا ہماری اقتصادی حالت درست ہو سکے۔ اور ہم اس قابل ہو سکیں۔ کہ اپنے مالوں سے ہی خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ کر سکیں۔ جماعت اگر اس کی اہمیت کو سمجھے۔ تو چند سالوں میں ہی اہم دینی اور دنیوی تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔

میں

اللہ تعالیٰ سے دعا

کرتا ہوں۔ کہ اس بارہ میں ہمیں صحیح رستہ پر چلنے کی توفیق دے۔ جماعت میں بھی اور ہمارے گھروں میں بھی اس مطالبہ کی اہمیت پوری طرح سمجھ میں آجائے۔ کیونکہ

ہمارے گھروں کو نمونہ

ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔ کہ جتنا اس نے ہمیں موقعہ دیا ہے۔ اس کے مطابق اسلامی ماحول پیدا کر سکیں۔ تا خدا تعالےٰ کے حضور ہم یہ کہہ سکیں۔ کہ جتنا تو نے اختیار دیا تھا۔ اتنا ہم نے کر دیا۔ اور باقی اس لئے نہ کر سکے کہ وہ ہمارے بس میں نہ تھا۔

ہمارے آہنی خراس (بیل چکی) پر
اڑھائی سو روپیہ سرمایہ لگا کر پچاس روپیہ ماہوار
منافع حاصل کیجئے
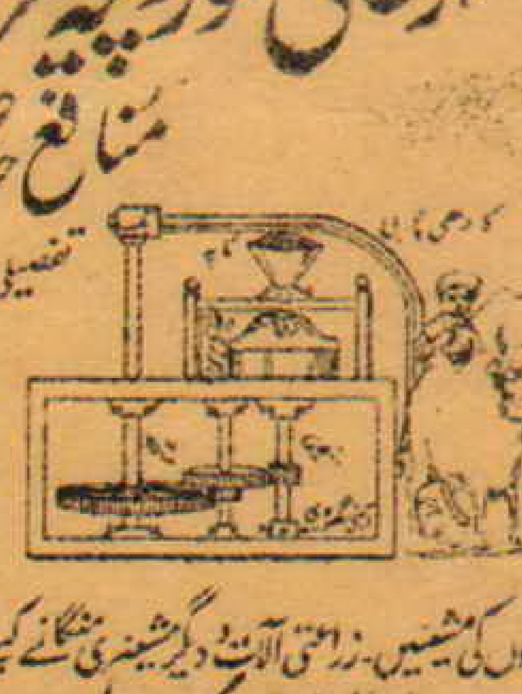
تفصیلی حالات اور قیمتیں معلوم کر کے آپ یقیناً خوش ہونگے چھوٹے پیمانے پر آٹے کی پسائی کا بہترین ذریعہ ہیں۔ اعلیٰ میٹیریل اور بہترین نگرانی میں تیار ہو کر اطراف ملک سے بکثرت طلب ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں شہرۂ آفاق آہنی رہٹ، علوفہ، نیشکر کے بیلنے جات۔ انگریزی ہل، چاف کٹر، بادام، روغن، مٹنے اور چاولوں کی مشینیں۔ زراعتی آلات و دیگر مشینری منگانے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب کیجئے۔
ایم۔ اے رشید اینڈ سنز انجینیرز بٹالہ پنجاب

آہ! مولانا شوکت علی

نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلی ملاقات

اخی المکرم والمحترم مولوی ذوالفقار علی خانصاحب جو علی برادرز کے بڑے بھائی ہیں۔ گورداسپور کے مقدمہ کے وقت میری شناسائی ہوئی۔ اور مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر جمع ہونے کے رشتہ اخوت نے ان کے متعلقین سے بھی تعلق محبت پیدا کر دیا۔ اس رشتہ سے ان کے عزیزوں سے غائبانہ محبت تو تھی۔ مگر یو۔ پی کی برسات اور میرا ضلع بہرائچ میں دورہ۔ فارسٹ کے قریب اکونہ نام بستی میں قیام اور شوکت مرحوم کا بہ حیثیت اوپیم ایجنٹ اس نواح کا دورہ اور اتفاقاً ملازمین کا بوجہ شدید بارش پیچھے رہ جانا۔ اور آقا بے سروسامان کا آگے اکونہ پہونچ جانا۔ دینی بھائی کا حقیقی بھائی آ گیا۔ جان نہ پہچان میں تیرا مہمان۔ صادق آئے۔ تو غیروں پر مگر جس میزبان پر اخوت اسلامی کی تازہ شدہ تعلیم کا اثر ہو۔ اسے اس مثال سے کیا سروکار۔ صاحب بہادر سے میں خود جا کر ملا۔ اپنے رشتہ محبت کا اظہار کیا۔ ماحضر پیش کیا۔ ایک میز پر بیٹھے اسلام اور مسلمانوں کے دکھ درد کی باتیں ہوئیں۔ پہلی ملاقات میں ہی برسوں کے رازدار ملاقاتیوں کا سا تعارف ہو گیا۔

سنہرے الفاظ

اس ملاقات کے بعد کی ملاقاتیں وہیں ہوئیں۔ اور ایک جلد محبت اور ایک واقعہ اس زمانہ کا ایسے تاریخی امور ہیں۔ جو میری یاد کی لوح پر نہ مٹنے والے نقوش میں سے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ قرآن پاک کا ذکر تھا۔ شوکت کرسی پر سے اٹھے۔ قرآن مجید جو ہر وقت ساتھ رکھتے۔ لے آئے اور نہایت اخلاص اور محبت سے اس کے کلام کو ہاتھ میں لے کر کہا۔ I love my Quran.

"مَیں اپنے قرآن سے محبت رکھتا ہوں۔"

۲۔ میں نے ہمدردی مسلمانان کے جوش سے متاثر خودغرضانہ انداز والفاظ میں صاحب ایجنٹ افیون سے کہا کہ "اپنے محکمہ میں مسلمانوں کو بھرتی کریں" اور ایک امیدوار پیش بھی کر دیا۔ کہ اسے ضرور ملازم رکھ لیں۔ مگر انصاف پسند شوکت بولے "نہیں نہیں میرے محکمہ میں پہلے ہی مسلمان زیادہ ہیں"۔ میں نے فرقہ وارانہ خیالات سے رنگین کلام ولہجہ اور زوردار الفاظ میں کہا۔ "مگر ہندو تو ایسا نہیں کرتے"۔ شوکت علی بولے "اگر ہندو بے انصافی کریں تو ہم کو کیا حق کہ حق وانصاف کے خلاف کریں"۔

یہ شوکت گئے اور اس راستہ پر گئے جو ہر ایک کے لئے مقدر ہے۔ مگر زمانہ کی ریت پر ان کے نقش قدم محفوظ رہیں گے۔ اور ہند کی تاریخ کے صفحات پر واحد قومیت کے باب میں نوکرشاہی کے وقت کی نیت اور عمل بعد میں خادم وطن بننے والے وطن پرست کی یادیں ہمیشہ کے لئے یہ سنہرے الفاظ منقوش ہیں۔ اور ہر ہندو ومسلمان جو مادر وطن کی خدمت کرنا چاہتا ہے۔ یاد کرے کہ اگر ہندو یا مسلم بے انصافی کرے تو بڑے بھیا کہہ گئے ہیں۔

"ہم کو کیا حق کہ حق وانصاف کے خلاف کریں"

ایک اور فقرہ

میں اپنی قیام گاہ اکونہ ضلع بہرائچ (غالباً سنہ ۱۹۰۳ء میں) کے باہر کھڑا تھا۔ شوکت تنہا سیر کو جا رہے تھے۔ اور تیز چل رہے تھے۔ میں نے کہا "کیا ساتھی کی ضرورت ہے"۔ جواباً بولے No I have to Solve some problems نہیں مجھے بعض مسائل حل کرنا ہے

آج یہ فقرہ یاد کر کے لطف آتا سبق حاصل ہوتا۔ اور دنیائے ناپائیدار کا نقشہ سامنے آتا ہے۔ اس سیر میں خدا معلوم وہ مسائل حل ہوئے یا نہیں۔ مگر زندگی کے آخری مراحل میں انہوں نے بہت سے مسائل حل کئے۔ کانگرس کی طاقت زور برطانیہ پر اثر بڑے چھوٹے بھیا کے تحریک عدم تعاون میں شامل ہونے کا نتیجہ ہے۔ جو غالباً اس سیر میں حل کردہ مسائل میں سے ایک مسئلہ تھا۔ کانگرس سے علیحدگی بعد کی سیر میں حل کردہ مسئلہ کا نتیجہ تھی۔ اور اب تو دوسرے جہاں کی سیر بے انتہا مسائل کا حل پیش کرے گی۔ اور ایک مسئلہ جو وہ حل نہ کر سکے جوان کے بھائی اور بڑے دوستوں بھائی نے حل کیا۔ وہ اب حل ہو گیا ہوگا۔ ~~~

چوں نسیم روز محشر پردہ برداردز کار
کیست مومن کیست کافر خود گرد د آشکار

اسے اللہ توفیق دے کہ "یہ ایک اور فقرہ" مرحوم کے پسماندگان کو ذوالفقار کی طرح میر زندگی میں دین کے مسئلہ کے حل کرنے میں مدد دے۔

آخری ملاقات

مولانا شوکت علی کی دوسری شادی کے بعد میں ان سے بمبئی میں ملا۔ شادی کے متعلق بعض باتوں کا مجھ سے تعلق تھا۔ وہ صاف کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ مولانا نے شادی اس لئے کی تھی۔ کہ ایک طرف اپنا تقویٰ محفوظ رکھیں۔ اور دوسری طرف ایک نومسلم انگریز لڑکی کو جسے میں جانتا تھا۔ اور جو ایک عرب مسلمان کی بیوہ اور کئی مصائب کا شکار تھی۔ اپنی حفاظت میں لیں اور سابق خاوند کے پراسرار قتل کی شکایت اور صدمہ جو اس لڑکی کے قلب پر تھا۔ اور بچے کی پرورش اور اپنے گزارہ کی مشکلات سے جو اسے اندر ہی اندر کھا رہے تھے۔ اسے نجات دے کر اسلامی زندگی بسر کرنے کا سامان کر ڈالیں۔ غرض آخری ملاقات شادی کے بعد بمبئی میں تھی۔ اور پہلی ملاقات کی طرح جانے والے کی ہر امر میں نیک نیتی اور نیک طینتی کا مظاہرہ تھی۔

اظہار ہمدردی

انا للہ وانا الیہ راجعون

اگرچہ مرحوم کے صاحبزادہ اور دیگر اعزا سے ہم کو تعارف نہیں مگر بڑے سے بڑے بھیا کی تمام اولاد مجھ سے محبت رکھتی اور بعض تو چچا کہتے ہیں۔ اس لئے ان کے چچا کی وفات پر ان سے اور اپنے معزز محترم بھائی ذوالفقار علی خان صاحب سے جن کے ساتھ انگلستان میں حضرت امیر المومنین کی تشریف بری کے وقت بعض اہل قلم نے میرا ساتھ کر دیا تھا۔ اور لکھا تھا۔ "Big mr Zulfiqar Ali Khan and littel mr Nayyar"

"بھاری بھرکم مسٹر ذوالفقار علی خان اور چھوٹے مسٹر نیر" اور انکے دیگر متعلقین سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ اور مبلغ احمدیت کی حیثیت سے خواہش رکھتے ہیں کہ محبت سے اس آسمانی مائدہ کو افراد خاندان کے آگے پیش کریں۔ اور ابدی زندگی کے آبحیات کو خاندان کے زندہ خضر سے لینے کی ضرورت واضح کریں تا جو جانے والے نہیں لے سکے وہ رہنے والے لیکر جو پدر نہیں کر سکے وہ پسر تمام کریں اور آقا کو خوش کر لیں۔

257

احباب و عہدداران جماعت مقامی کی توجہ کیلئے

نہایت ضروری اعلان

جلسہ سالانہ میں اب صرف تین ہفتہ باقی رہ گئے ہیں۔ اور انتظامات جلسہ کیلئے روپیہ کی فوری ضرورت ہے۔ جو رقوم چندہ جلسہ سالانہ کی جماعتوں کے ذمہ لگائی گئی تھیں۔ ان کی ادائیگی آخر نومبر تک ہو جانی ضروری تھی۔ لیکن ابھی بہت سی جماعتوں کی طرف سے یہ رقم پوری وصول نہیں ہوئی۔ اور بعض احباب اور جماعتوں کی طرف سے تو کچھ بھی وصول نہیں ہوا جس کی وجہ سے منتظمین جلسہ کو روپیہ کی قلت کے باعث مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ لہذا احباب اور عہدیداران بیرونی کو تاکید کی جاتی ہے۔ کہ وہ براہ مہربانی بہت جلد رقم چندہ جلسہ سالانہ فراہم کر کے مرکز میں بھجوا دیں۔ اب اس چندہ کی ادائیگی اور فراہمی میں توقف کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ ناظر بیت المال قادیان

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اعلان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذیل میں قادیان دارالامان کے ان صحابہ کرام کی فہرست شائع کی جا رہی ہے۔ جو اپنی روایات لکھ کر دفتر میں ارسال فرما چکے ہیں۔ اگر کوئی صاحب ایسے ہوں۔ جو روایات تو ارسال فرما چکے ہوں۔ مگر ان کا نام اس فہرست میں نہ ہو۔ وہ براہ نوازش مطلع فرمائیں۔

نظارت تالیف وتصنیف

نام — حلقہ

(۴۸) میاں ممتاز علی صاحب صدیقی ولد مولوی ذوالفقار علی خان صاحب کارکن نور ہسپتال

(۴۹) مستری دین محمد صاحب ولد مستری امام دین صاحب — محلہ ریتی چھلہ

(۵۰) میاں امیر دین صاحب میاں بہادر دین صاحب — دارالفضل

(۵۱) منشی عبدالخالق صاحب ولد مولوی محمد حسین صاحب کارکن نظارت ضیافت

(۵۲) مولوی عبدالرحیم صاحب درد ولد ماسٹر قادر بخش صاحب — دارالانوار

(۵۳) شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی — ریتی چھلہ

(۵۴) چوہدری امیر محمد خان صاحب ولد چوہدری سکندر خان صاحب کارکن صدر انجمن احمدیہ

(۵۵) میاں عبدالرحیم صاحب بوٹ میکر ولد میاں قادر بخش صاحب — دارالرحمت

(۵۶) ماسٹر غلام محمد صاحب ولد میاں محمد نادر صاحب — دارالفضل

(۵۷) دیانت خان صاحب ولد مان خان صاحب

(۵۸) مرزا عبداللہ بیگ صاحب ولد مرزا بوٹا بیگ صاحب — مسجد فضل

(۵۹) مرزا محمد شریف صاحب ولد مرزا دین محمد صاحب — دارالعلوم

(۶۰) میاں عبداللہ صاحب ولد میاں گلاب صاحب — حلقہ مسجد اقصیٰ

(۶۱) میاں امین اللہ صاحب ولد میاں محمد بخش صاحب — دارالرحمت

(۶۲) مرزا محمد افضل صاحب ولد مرزا منشی محمد جلال الدین صاحب — مسجد مبارک

(۶۳) میاں محمد ابراہیم صاحب ولد میاں محمد اکبر صاحب — مسجد اقصیٰ

(۶۴) میاں محمد بھاگ صاحب ولد میاں محمد بخش صاحب کمہار — ″

(۶۵) چوہدری نظام الدین صاحب ولد میاں نبی بخش صاحب — دارالرحمت

(۶۶) شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ولد شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی — دارالامان

(۶۷) میاں محمد عبداللہ صاحب جلد ساز ولد میاں محمد اسمٰعیل صاحب

(۶۸) مولوی جلال الدین صاحب شمس ولد میاں امام الدین صاحب

(۶۹) چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب

(۷۰) حضرت نواب محمد علی خان صاحب

(۷۱) میاں فضل احمد صاحب ولد شیخ علی بخش صاحب کارکن دفتر سیکرٹری احمدآباد سنڈیکیٹ

(۷۲) محمد رشید خان صاحب سٹیشن ماسٹر — دارالرحمت

(۷۳) ماسٹر عبدالرؤف صاحب بھیروی سابق محرر تعلیم الاسلام ہائی سکول

(۷۴) مستری علی گوہر صاحب — درکاندار

(۷۵) ماسٹر عطا محمد صاحب ولد میاں میراں بخش صاحب — دارالفضل

(۷۶) حافظ نبی بخش صاحب آف فیض اللہ چک — قادیان

(۷۷) میاں فضل الٰہی صاحب ریٹائرڈ پوسٹ مین — ″

(۷۸) محترمہ سراج بی بی صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر بدرالدین صاحب — دارالرحمت

(۷۹) جناب سیٹھی غلام نبی صاحب مرحوم

(۸۰) خان ذوالفقار علی خان صاحب

(۸۱) حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی

(۸۲) پیر افتخار احمد صاحب ولد پیر احمد جان صاحب آف لدھیانہ — قادیان

(۸۳) میاں فضل دین صاحب ولد میاں محمد بخش صاحب — دارالرحمت

(۸۴) میاں خیرالدین صاحب ولد میاں محمد بخش صاحب — قادرآباد

(۸۵) میاں فضل دین صاحب ولد میاں پیرا صاحب — ″

(۸۶) میاں احمد الدین صاحب ولد میاں مانا صاحب — ″

(۸۷) میاں برکت علی صاحب ولد میاں مانا صاحب — ″

(۸۸) میاں نتھا صاحب ولد میاں دین محمد صاحب — ″

(۸۹) میاں کمیٹرا صاحب ولد میاں بھاگو صاحب — ″

(۹۰) میاں جان محمد صاحب ڈسکوی — قادیان

(۹۱) میاں محمد دین صاحب ولد میاں نورالدین صاحب — حلقہ مسجد مبارک

(۹۲) میاں احمد دین صاحب ولد میاں حیات محمد صاحب — دارالبرکات

(۹۳) میاں لبھو صاحب ولد میاں نامدار صاحب — دارالانوار

(۹۴) میاں محمد حسین صاحب کاتب ولد میاں نبی بخش صاحب — قادیان

(۹۵) ماسٹر نذیر حسین صاحب ولد حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ — دارالعلوم

(۹۶) مرزا اسلام اللہ صاحب ولد مرزا غلام اللہ صاحب — قادیان

اعلان تقرر

(۱) بابو محمد بخش صاحب سگنیلر کو بطور امین جماعت احمدیہ کوئٹہ مومن مقرر کیا جاتا ہے

(۲) جماعت احمدیہ شاہ پور ضلع سرگودھا کے لئے ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کو بطور امین مقرر کیا جاتا ہے۔

ناظر بیت المال

کارخانہ اسلامی بھائیوں کی دوکان کے تحفے

غیر مسلموں کے مقابلہ میں اسلامی بھائیوں کی دوکان رجسٹرڈ واقع کشمیری بازار لاہور کے بے نظیر تحفے ہمیشہ استعمال فرماویں۔

چنن آملہ ہیئر آئل رجسٹرڈ یہ تیل یونانی ادویات اور طب جدید کے اصول کے مطابق خاص کیمیاوی طریق سے روغن کدو اور سرسوں میں تیار کیا جاتا ہے۔ جو بالوں کو سیاہ۔ جلد کو نرم۔ خشکی کو دور۔ دماغ کو قوت اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ بالوں کو گرنے سے بچا کر لمبا۔ خوش نما۔ اور سیاہی پر لانا۔ نزلہ زکام کو دور کرنا اس تیل کا خاص وصف ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت نہایت ہی کم رکھی گئی ہے۔ امید ہے۔ کہ ایک بار ضرور استعمال فرما کر ہماری حوصلہ افزائی کرینگے۔ قیمت فی سیر مبلغ عه چار روپے بوتل مبلغ تین روپے ادھا ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ پوا بارہ آنہ۔ نمونہ کی شیشی چار آنہ

گلزار سینٹ فلاور موسم بہار کے تازہ اور چیدہ چیدہ پھولوں کی روح زمانہ حال کی خوشبوؤں کا شہنشاہ۔ جو کہ منٹ منٹ کے بعد اپنی خوشبو کو بدلتا ہے۔ اور خوشبو کئی روز تک قائم رہتی ہے۔ قیمت فی تولہ عه شیشی کلاں بارہ آنہ نمونہ چار آنہ۔ اس کے علاوہ ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کے عطریات۔ روغنیات کریم۔ سنو۔ سرخی۔ پوڈر۔ صابون وغیرہ بازار سے مقابلتاً ارزاں فروخت ہوتے ہیں۔ فہرست طلب کرنے پر مفت روانہ کی جاتی ہے۔

کارخانہ اسلامی بھائیوں کی دوکان رجسٹرڈ پرفیومر کشمیری بازار لاہور

تین پیسے ماہوار

بارہ مہینے — ۳۶ پیسے

یہ اعلان ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء کے بعد کبھی شائع نہ ہوگا

کارکنان رسالہ "رہبر باغبانی" گجرات پنجاب نے عوام کے فائدے کے لئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو اصحاب ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء تک دنیا کے کسی ملک سے رسالہ کا ڈاک خرچ چار آنے اور خرچہ پیکنگ پانچ آنے یعنی کل نو آنے کے ٹکٹ بھیج دیں۔ ان کی خدمت میں ایک سال تک رسالہ جاری کر دیا جائے۔ اور سالانہ چندہ نہ لیا جائے۔ اس لئے آپ اشتہار ہذا کے دیکھتے ہی نو آنے کے ٹکٹ ڈاک لفافہ میں بند کر کے بھیج دیں۔ آپ کو بہترین اور کار آمد مضامین سے لبریز ماہوار رسالہ "رہبر باغبانی" پورے بارہ مہینے کے لئے جاری کر دیا جائے گا۔

خط وکتابت کا پتہ:۔ چیف ایڈیٹر رسالہ رہبر باغبانی۔ گجرات۔ پنجاب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لنڈن ۲۹ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ آئندہ سال جب ملک معظم معہ ملکہ معظمہ کینیڈا جائیں گے۔ تو ان کے ہمراہ کوئی برطانوی وزیر نہیں ہوگا۔ بلکہ کینیڈا کے وزراء ہی آپ کے ساتھ رہیں گے۔

مانڈلے ۲۹ نومبر۔ بودھ بھکشوؤں کے ایک وفد نے پٹنہ میں بابو راجندر پرشاد سے ملاقات کر کے درخواست کی تھی۔ کہ بودھ گیا کا مندر ان کے حوالے کر دیا جائے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ بودھ ممالک میں جب تک ہندوستانیوں بالخصوص ہندوؤں کی حفاظت کے معقول انتظام کا یقین نہ دلایا جائے۔ اس سوال پر غور نہیں کیا جا سکتا۔

رنگون ۲۹ نومبر۔ برما اور چین کے مابین پختہ سڑک مکمل ہو گئی ہے۔ جسے آمد و رفت کے لئے کھول دیا گیا ہے اور اب ریلوے لائن زیر تعمیر ہے۔

مدراس ۲۹ نومبر۔ مدراس اسمبلی کے ایک مسلمان ممبر نے مولانا شوکت علی صاحب کی وفات پر افسوس کا ریزولیوشن پیش کرنا چاہا۔ لیکن سپیکر نے اجازت نہ دی۔ وزیر اعظم نے کہا۔ کہ گو میرے دل میں مرحوم کی بہت عزت ہے۔ لیکن اگر ہاؤس کے غیر ممبروں کے لئے اس قسم کی قرار دادوں کا رستہ کھول دیا جائے۔ تو بہت جھگڑے پیدا ہونگے۔ سپیکر نے کہا۔ کہ جب ہاؤس کا لیڈر خلاف ہے تو میں کس طرح اجازت دے سکتا ہوں۔

دہلی ۲۹ نومبر۔ مسٹر لائڈ جارج نے دارالعوام میں ایک تقریر کے دوران میں کہا تھا۔ کہ جاپانی افواج نے برما کی سرحد تک مارچ جاری رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ آج مرکزی اسمبلی کے ایک ممبر برما کی سرحد کے متعلق گورنمنٹ ہند کی پالیسی معلوم کرنے کے لئے سوال دریافت کرنا چاہتے تھے لیکن گورنر نے اس کی اجازت نہیں دی۔

لنڈن ۲۸ نومبر۔ حکومت برطانیہ کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ وزیر اعظم اور وزیر خارجہ آئندہ جنوری میں مسولینی سے ملاقات کے لئے اٹلی جا رہے ہیں۔ کیونکہ میونک میں مسولینی نے ان کو روم آنے کی دعوت دی تھی۔

راجکوٹ ۲۹ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ سر آغا خان دسمبر کے پہلے ہفتہ میں اس غرض سے کاٹھیاواڑ کا دورہ کریں گے۔ کہ مسلمانوں کو منظم کریں اور مسلم لیگ کی شاخیں قائم کریں۔

انقرہ ۲۹ نومبر۔ کمال اتاترک نے اپنی وصیت میں اپنی تمام غیر منقولہ جائداد جمہوریہ ترکی کے سپرد کر دی ہے

جبل پور ۲۹ نومبر۔ مسلمانوں نے اپنی اقتصادی بہبود کے پیش نظر سینما نہ دیکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور مسلم رضا کار پر امن طریق سے سینماؤں کے دروازوں پر پکٹنگ کرتے اور مسلمان تماشائیوں کو روکتے ہیں۔

لنڈن ۲۹ نومبر۔ حکومت ترکی نے برطانوی حکومت کو مطلع کیا ہے۔ کہ کمال اتاترک کی وفات کے باعث انگلستان کے ساتھ اس کے تعلقات میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔

لاہور ۲۹ نومبر۔ آج مارکیٹنگ بل کے سلسلہ میں بعض ترامیم پیش ہوئیں تو سپیکر نے رولنگ دیا۔ کہ چونکہ وہ ایک ہی نوعیت کی ہیں۔ اس لئے ان پر مشترکہ بحث کر لی جائے۔ لیکن ایک کانگرسی ممبر نے اس پر اعتراض کیا۔ اور صاحب صدر نے جب بیٹھنے کو کہا۔ تو کہا۔ کہ ہم سکول کے بچے نہیں ہیں۔ ہمارے ساتھ آپ کو ناشائستہ لہجہ اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ تمام اسمبلیوں کے سپیکروں سے آپ کا لہجہ ناشائستہ اور نامناسب ہے۔ کانگرسیوں کی پیش کردہ ترمیم رائے شماری پر گر گئی

ناگپور ۲۹ نومبر۔ سی۔ پی وبہار کی صوبجاتی مسلم لیگیوں نے ان دونوں صوبوں میں ودیا مندر سکیم کے خلاف مسلمانوں کو سول نافرمانی کرنے کی اجازت دیدی ہے۔

کلکتہ ۲۹ نومبر۔ ہندو مہاسبھا کے صدر مسٹر ساورکر نے ایک بیان شائع کرایا ہے۔ جس کے دوران میں لکھا ہے کہ کانگرس ہرگز ہندوستان بھر کی نمائندگی کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ اور ہندو ایسی کسی تجویز کو منظور نہ کریں گے۔ جس میں ہندو مہاسبھا کا مشورہ شامل نہ ہو۔

بیت المقدس ۲۹ نومبر۔ کل حیفہ کے جنوب میں برطانوی فوج اور مسلح عربوں کے ایک گروہ کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی۔ عربوں کے ۱۷ اور برطانوی فوج کے ۲ آدمی ہلاک ہوئے۔

برلن ۲۹ نومبر۔ برمن اخبارات فلسطین کے سلسلہ میں برطانیہ پر سنگین الزامات عائد کر رہے ہیں اور لکھتے ہیں۔ کہ تشدد کے خوف سے عرب لاریوں کے ذریعہ دیہات میں کھانے پینے کا سامان نہیں لے جا سکتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ دیہاتی آبادی فاقوں میں مبتلا ہے۔

شنگھائی ۲۹ نومبر۔ جاپانی حکام نے اعلان کیا ہے۔ کہ دریائے ینگسی میں غیر ملکی جہازوں کی آمد و رفت بالکل ممنوع ہے۔ اور جب تک چین کی موجودہ حکومت کا بالکل خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ یہ فیصلہ نافذ العمل رہے گا۔

برلن ۲۹ نومبر۔ جرمن گورنمنٹ نے حکم دیا ہے۔ کہ آئندہ ہر شنبہ کے روز یہودی ۱۲ بجے بعد دوپہر سے رات کے آٹھ بجے تک اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں۔

حیدر آباد دکن ۲۹ نومبر۔ عثمانیہ یونیورسٹی اور مختلف سکولوں کے ہندو طلباء نے ہوسٹلوں میں بندے ماترم کا گیت گانا شروع کر دیا تھا۔ چانسلر کی طرف سے انہیں ہدایت کی گئی۔ کہ آئندہ ایسا نہ کریں۔ لیکن ہندو طلباء اس فیصلہ کی خلاف ورزی پر مصر ہیں۔ چنانچہ ایسا کرنے کی وجہ سے تمام سرکش طلبہ کو ہوسٹل اور یونیورسٹی سے خارج کر دیا گیا ہے

مدراس ۲۹ نومبر۔ حکومت کی طرف سے مقامی اداروں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ ملک معظم ملکہ معظمہ اور گاندھی جی کے سوا کسی کی تصویر نہ خریدا کریں۔ اس پر ایک مسلم ممبر نے اعتراض کیا۔ اور کہا۔ کہ گاندھی جی کے ساتھ مسٹر جناح کو بھی رکھا جاتا۔ جو مسلمانوں کے نمائندہ ہیں۔ مگر حکومت نے اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ گاندھی جی کسی خاص قوم کے نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے ۳۵ کروڑ باشندوں کے نمائندہ ہیں۔ اور ان کے سوا کوئی اور لیڈر ایسا ہر دلعزیز نہیں۔

ٹوکیو ۲۹ نومبر۔ مسٹر ٹوجو نائب وزیر حربیہ جاپان نے اسلحہ سازوں کی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جاپان کو سویٹ روس اور چین کے مقابلے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ اس لئے اسلحہ سازوں کو اتنا اسلحہ کرنا چاہئے جس سے اچھی طرح مقابلہ کیا جا سکے۔

لنڈن ۲۹ نومبر۔ شونچون سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ جاپانیوں نے شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ جاپانیوں کی بمباری کی وجہ سے ایک ہزار چینی ہلاک ہو گئے شاٹوکولون (شمال کی طرف) پر بھی جاپانی فوج نے قبضہ کر لیا ہے۔ چینی شہر چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ ان دونوں شہروں پر جاپانی طیاروں نے بے پناہ بم برسائے۔

ٹوکیو ۲۹ نومبر۔ روما کی اطلاع مظہر ہے کہ سفیر جاپان متعینہ روما نے ایک اعلان کے ذریعہ ظاہر کیا ہے۔ کہ مشرق اقصیٰ سے برطانوی اثر و رسوخ کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ نیز شنگماؤ کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ برطانوی۔ امریکن اور جرمنی فرموں کی متفقہ رائے یہ ہے کہ اگر مغربی حکومتوں نے فوری کارروائی نہ کی تو مشرق اقصیٰ میں مغربی فرموں کے لئے تجارت کرنا ناممکن ہو جائے گا۔

بیت المقدس ۲۹ نومبر۔ گورہ فوج نے حیفہ سے جنوب کی طرف ایک گاؤں پر حملہ کر کے ایک عرب عدالت کا سراغ لگایا۔ حملہ کے وقت جج شیخ منصور کرسی عدالت پر بیٹھے تھے۔ اور ایک مقدمہ کی سماعت میں مصروف تھے۔ گورہ فوج نے شیخ منصور اور ایک عرب کو گرفتار کر لیا۔ گورہ فوج نے ایک عرب کو ہلاک کر دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نارتھ ویسٹرن ریلوے

کرسمس اور نوروز کی تعطیلات کیلئے رعایتی کرایہ

کرسمس اور نوروز کی تعطیلات کے لئے واپسی ٹکٹ جو ۱۶ر جنوری ۱۹۳۹ء تک کارآمد ہوں گے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ۱۴ر دسمبر سے ۳۱ر دسمبر ۱۹۳۸ء تک حسب ذیل شرح کرایہ پر فروخت کئے جائیں گے بشرطیکہ ایک طرف کے سفر کی مسافت ۱۰۰ میل سے زیادہ ہو۔ یا ۱۰۱ میل کا رعایتی کرایہ ادا کیا جائے:

درجہ اوّل و دوم .... ۱⅓ کرایہ

درمیانہ و سوم .... ۱½ کرایہ

چیف کمرشل منیجر لاہور

ماں کا خط اپنی بیٹی کے نام

میری نور نظر بچی خدا تم کو سلامت رکھے ابھی دو مہینے باقی ہیں۔ اور تم نے ابھی سے گھبرا گھبرا کر خط لکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ اگرچہ پیدائش کی گھڑیاں بہت ہی مشکل ہوتی ہیں۔ اور بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت دوبارہ دنیا میں آتی ہے۔ لیکن میری بچی تمہیں میرے تجربے سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ تمہارے ابا جان ایسے موقعہ پر مجھے ہمیشہ ڈاکٹر منظور احمد صاحب، مالک شفاخانہ دلپذیر قادیان ضلع گورداسپور سے اکسیر تسہیل ولادت منگا دیا کرتے تھے۔ اس سے بچہ آسانی کے ساتھ پیدا ہو جاتا ہے اور بعد کی دردیں بالکل نہیں ہوتیں۔ قیمت بھی اسکی زیادہ نہیں۔ شاید دو روپے آٹھ آنہ (۲/۸) ہے۔ جو کہ فوائد کے لحاظ سے بالکل حقیر ہے۔ اپنے میاں سے کہہ کر یہ دوائی ضرور منگوا رکھیں۔

سلطان بلیو بلیک انک

فاؤنٹین پن کی سیاہی ہمارے کارخانہ نے سالہا سال کی شاقہ محنت اور زر کثیر خرچ کر کے تیار کی ہے۔ آپ مقابلہ کے لئے ضرور منگوا کر آزمائش کریں (۱) لکھائی میں نیلا لکھتی ہے۔ بعد میں کالی اور پختہ ہو جاتی ہے۔ ٹیوب کو خراب نہیں کرتی۔ اور نہ ہی اس میں جمتی ہے۔ روانگی میں اس وقت کمی آتی ہے۔ جب سیاہی ختم ہو جائے۔ قیمت فی شیشی ۳ر

اے آر اینڈ برادرز سلطان بلیو بلیک انک قادیان ضلع گورداسپور

دستخط کی مہریں

بزبان انگریزی۔ اردو۔ عربی بنوانے کیلئے پتہ ذیل پر اپنے نمونہ کے دستخط روانہ فرمائیے۔ ایک زبان میں دستخط بنوانے کیلئے ۱۲ر آنہ کے ٹکٹ روانہ فرمائیے۔ دوسری زبان کے دستخط بنوانے کیلئے پہلے آرڈر کے ہمراہ تین آنہ زائد لگیں گے۔ یہ رعایت محض ایک ماہ کیلئے ہے۔

قاضی محمد ظریف عالم قریشی مدرس مڈل سکول منڈی کا صادق گنج ریاست بہاولپور

رشتوں کی ضرورت

ایک شریف اور معزز خواجہ خاندان کی ۱۴ و ۱۶ سالہ دو کنواری لڑکیوں کے لئے۔ جو امور خانہ داری سے بخوبی واقف اور سلیقہ شعار ہیں رشتوں کی ضرورت ہے۔ لڑکے مخلص احمدی اور برسر روزگار ہوں۔ دیگر امور بذریعہ خط و کتابت طے کریں۔

خط و کتابت معرفت شیخ شمس الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ مڈھ رانجھہ۔ ڈاکخانہ خاص۔ تحصیل بھلوال۔ ضلع سرگودھا (پنجاب)

بائیو کیمک کی مکمل کتاب

چشمۂ شفاء

مصنفہ ڈاکٹر اے۔ ایچ صاحب

اس کتاب کی ترتیب بالکل انگریزی طریقہ پر کی گئی ہے۔ اس کے موجد کے حالات زندگی۔ خواص الادویات۔ تجربات۔ علاج الامراض اور ریپرٹری کے حصے حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کئے گئے ہیں۔ قیمت تین روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ مجلد چار روپے معہ محصول۔ دیگر ہومیوپیتھک و بائیو کیمک کی ادویات بارعایت ملتی ہیں۔ فہرست مفت طلب کریں۔

سبلائم ہومیو فارمیسی کٹڑہ کرم سنگھ امرتسر

بغیر سرمایہ

گھڑیوں کی تجارت

ہماری دوکان کی گھڑیوں کی نہایت کارآمد و مفید لسٹ تیار ہے۔ حاجتمند احباب کارڈ لکھ کر مفت منگا لیں۔ کمیشن ایک گھڑی منگانے پر لسٹ کی مقررہ قیمتوں پر فی روپیہ ۲ر آنے کم ہونگے مگر جو اصحاب بطور کمیشن ایجنٹ زیادہ گھڑیاں منگا کر اپنے ہاتھوں و زیر اثر لوگوں کو دینگے ان سے مزید رعایت کیجائیگی اسطرح گھر بیٹھے مالی فائدہ ہوگا لیکن یہ ضروری ہوگا کہ ایسے خریداران سے کچھ رقم پیشگی اور باقی وی پی چھٹنے کے وقت وصول کر لیں۔

المشتہر منیجر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور یوپی

نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی